قائدین، منتظمین اور داعیانِ حق کے لیے راہنما تحریر

دعوت و تنظیم

مصنّف

علامہ سیّد شاہ تُراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

پی ڈی ایف پیشکش

عاشقِ مدینہ لائبریری

ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کتاب:

دعوت و تنظیم

مصنف:

پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم

مرتب:

انجینئر حافظ محمد آصف قادری

پروف ریڈنگ:

انجینئر حافظ محمد عارف قادری

معاونین:

محمد رئیس قادری (کراچی)، شاہد علی قادری (اسلام آباد)

طباعت بار اول:

جنوری ۱۹۹۹ء / رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

ہدیہ:

=== ملنے کے پتے ===

* مکتبہ افکار اسلامی، جامع مسجد کنزالایمان، آئی ٹن ون، اسلام آباد
* مصلح الدین لائبریری، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی
* مکتبہ قادریہ نزد سستا ہوٹل، داتا دربار مارکیٹ، لاہور
* مکتبہ تنظیم المدارس، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
* کتاب گھر، اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی
* حنفیہ پاک پبلی کیشنز، بسم اللہ مسجد کھارادر، کراچی
* مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

فہرست

عنوانات	صفحہ
پیش لفظ	5
باب اول: دینی دعوت	10
دینی دعوت کے اوصاف	11
ترتیبِ دعوت	15
ذرائع دعوت	18
باب دوم: داعیانِ حق کے اوصاف	24
محبتِ خدا اور رسول علیہ السلام	25
اخلاصِ نیت	27
حصولِ علم و فہمِ دین	31
داعیانہ تڑپ	33
قول و فعل میں یکسانیت	35
حکمت و دانائی	37
نرمی و شفقت	40
عفو و درگذر	43
میانہ روی	45
تدریج	47
صبر و استقامت	48
باب سوم: دعوت اور تنظیم	53
اطاعتِ امیر	56
رضائے الٰہی	58

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ
اخوت و محبت	61
ایثار و قربانی	63
خیر خواہی	66
باہمی تعلقات	68
نرمی و درگذر	70
باہم اعتماد و اتفاق	72
ملاقات و رابطہ	75
نصیحت و احتساب	77
خود پسندی سے پرہیز	80
تربیتی اجتماعات	83
مشاورت	86
عہدیداروں کا انتخاب	87
خود احتسابی	89
نظم و ضبط کی پابندی	90
کارکنوں سے اچھا برتاؤ	92
جہدِ مسلسل	93
بابِ چہارم: شہادت گہہِ الفت	96
اے قرارِ بے قراراں الغیاث	97
دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے	99
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا	100
از خوابِ گراں خیز	101

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و الصلوٰۃ و السلام علیٰ حبیبہ الکریم

ناز کیا اس پہ کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر انقلاب میں نوجوان طبقہ نے اہم ترین کردار ادا کیا ہے۔ نوجوانوں میں کام کرنے کا جذبہ اور انقلاب لانے کی امنگ ہوتی ہے، یہ مضبوط عزم اور بلند حوصلہ ہوتے ہیں نیز یہ فطری طور پر صلح کلیت اور مصلحت پرستی کی بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ انکی رگوں میں گرم خون اور جذبات میں سمندر کی سی طغیانی ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انکے جذبات اور ذہانت کی صحیح سمت میں راہنمائی کی جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ انکی جسمانی و ذہنی صلاحیتیں انہیں حالات کا رخ موڑ دینے، مشکلات جھیلنے، وقت و مال اور جان کی قربانیاں دینے اور مسلسل جدو جہد کرنے کا حوصلہ دیتی ہیں اور وہ زبان حال سے یوں گویا ہوتے ہیں،

خود اپنا راستہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

عام مشاہدہ ہے کہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ حق گوئی و بیباکی کے جذبات ماند پڑنے لگتے ہیں، اہل و عیال اور روزگار کے غموں کے علاوہ مصلحت کوشی اور آرام طلبی پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے، یونہی ذہنی صلاحیتیں بھی زوال پذیر ہوتی ہیں الا ماشاء اللہ۔ پھر نوجوانوں کے پاس اچھی صحت کے علاوہ فارغ وقت جیسی نعمت بھی ہوتی ہے اس لیے انہیں قیادت کا اہل سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے جذبات کے بے لگام گھوڑے کو فرمانبردار بنا چکے ہوں، بزرگوں کا ادب

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ملحوظ رکھتے ہوئے انکے تجربات سے استفادہ کریں اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و غلامی کرتے ہوئے دین حق کے سپاہی بن جائیں۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہو بے داغ ضرب ہو کاری

اسلامی انقلاب کی تاریخ بتاتی ہے کہ فرعون جیسے ظالم و جابر حکمراں کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہنے والے چند نوجوان ہی تھے جنہوں نے مصائب وآلام کی پرواہ کیے بغیر حق کا پرچم بلند کیے رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد میں سے کچھ لوگ، فرعون اور اسکے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انہیں (حق سے) ہٹنے پر مجبور نہ کردیں"۔(یونس: ۸۳، کنزالایمان)

نبی کریم علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی اکثریت بھی نوجوانوں کی تھی۔ اولین ایمان لانے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر ۳۷ یا ۳۸ سال جبکہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی عمریں ۳۰ سے ۳۲ سال کے درمیان تھیں۔ دیگر چند اصحاب کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام تیس (۳۰) سال سے کم عمر والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بہ اختلافِ روایت آٹھ، نو یا دس سال کی عمر میں ایمان لائے۔ رحیم و کریم آقا علیہ السلام کی دعوتِ اسلام کے جواب میں آپ نے عرض کیا، میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور جسمانی لحاظ سے کمزور ہوں اسکے باوجود میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ غزوات اور جنگوں میں آپ نے شجاعت و بہادری کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ حیدرِ کرار اور اسدُ اللہ (اللہ کا شیر) کے خطابات سے نوازے گئے۔

عشرہ مبشرہ میں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سولہ سال کی عمر میں ایمان

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

لائے۔ کم عمری ہی میں شجاعت و بہادری کا یہ عالم تھا کہ کسی نے یہ جھوٹی خبر دی کہ مشرکین نے حضور علیہ السلام کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے گھر سے نکل پڑے، اسی حال میں بارگاہ نبوی میں پہنچے تو حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا، زبیر! یہ کیا؟ آپ نے سارا ماجرا بیان کیا، آقا علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور انکے لیے دعا فرمائی۔ غزوہ بدر میں آپ اس قدر بے جگری و بہادری سے لڑے کہ آپکی تلوار میں دندانے پڑگئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انیس سال کی عمر میں ایمان لائے۔ ایمانی جذبہ کا یہ عالم تھا کہ مدائن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے دریائے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیے اور اپنے لشکر کے ہمراہ یوں دریا عبور کیا کہ کفار ہیبت زدہ ہوگئے۔ آپ اپنی شجاعت اور جنگی مہارت کے باعث عراق و ایران کے فاتح کہلائے۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی عمر قبول اسلام کے وقت پچیس سال سے کم تھی جبکہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کی عمریں تیس سال سے کم تھیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے تو اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انوکھی مثال قائم کی۔ آپ کی سہاگ رات تھی کہ نبی کریم علیہ السلام کی طرف سے منادی نے جہاد کے لیے اعلان کیا۔ آپ حالتِ جنابت میں اپنی دلہن کو چھوڑ کر جہاد کے لیے حاضر ہوگئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ جنگ کے بعد جب جسم مبارک دیکھا گیا تو اس سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، چونکہ حنظلہ پر غسل واجب تھا اور یہ میری اطاعت میں جہاد کے لیے آگئے اسلیے انہیں ملائکہ نے غسل دیا ہے۔ سبحان اللہ

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے ؟
وہ کیا گردوں تھا جسکا ہے تو اک ٹوٹا ہوا تارا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۱۸۳۴ء میں لارڈ میکالے نے کہا تھا، "ہمیں ہندوستان میں ایک ایسی قوم پیدا کرنی ہے جو رنگ و روپ سے مقامی ہو مگر طرز فکر، اخلاق اور ذوق و شوق کے لحاظ سے انگریز ہو" ۔ یہ غیر مسلموں کی سازش کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں عملی طور پر اسلام کی بجائے اسلام دشمن نظام نافذ ہے، دن بدن مغربی تہذیب کو فروغ دیا جارہا ہے ۔ ستم یہ ہے کہ ذہین و عقلمند نوجوان اس سازش کا شکار ہوتے جا رہے ہیں، جن ہاتھوں کو قلم اور کتابیں پکڑنی تھیں وہ ویڈیو کیسٹ تھامے نظر آتے ہیں، جن زبانوں کو حمد و نعت کی لذتوں سے آشنا ہونا تھا وہ فحش گانوں اور لغو باتوں سے آلودہ ہیں، جن آنکھوں میں شرم و حیا نے گھر کرنا تھا وہاں بے حیائی نے ڈیرہ ڈالا ہوا ہے، جن دلوں کو خوفِ خدا عزوجل اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہونا تھا وہاں بدی اور منافقت قدم جمائے ہوئے ہے، جن ذہنوں میں رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ علیہ السلام چاہنے کا سودا سمایا ہونا چاہیے تھا انہیں مغربی تہذیب اپنانے کی ہوس نے پراگندہ کیا ہوا ہے ۔

اب نوجوانوں کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ انہوں نے باطل کی ہمنوائی اور طاغوت کی بندگی میں متاعِ حیات برباد کرنی ہے یا اللہ تعالیٰ کی بندگی اور آقا علیہ السلام کی غلامی میں زندگی کو سرمایہء آخرت بنانا ہے ۔ مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی پیغام ہے،

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آج پھر دینِ حق کو جواں عزم اور بیباک جرات رکھنے والے، جہدِ مسلسل اور سعیء پیہم کرنے والے اور جان و مال اور وقت کی قربانیاں دینے والے نوجوانوں کی ضرورت ہے ۔ ان میں قیادت کے اہل افراد بھی مطلوب ہیں اور

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

مخلص و مستعد کارکن بھی۔ اقامت دین کی جدو جہد میں حصہ لینا کسی کا دین حق پر احسان نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے دین کی خدمت کے لیے ہزاروں لاکھوں میں سے تمہیں پسند کر لیا۔ تمہیں اپنی خوش بختی پر ناز کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

" اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا، اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں رکھی "۔ (الحج: ۷۸، کنزالایمان)

عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دعوت دین اور تنظیم سازی کے متعلق جامع لٹریچر کی اشد ضرورت تھی، صد شکر رب کریم کا کہ اس نے یہ نعمت ہمیں مفکرِ اسلام پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی گیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والاصفات کی معرفت عطا فرمائی۔

آپ کی تصنیفِ لطیف " تصوف و طریقت " پر شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء علامہ مفتی عبدالرزاق چشتی بھترالوی مدظلہ العالی نے تقریظ تحریر فرمائی اور حضرت مصنف مدظلہٗ کو پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ شریعت، واقفِ رموزِ طریقت، عارفِ حقیقت، واقفِ اسرارِ حقیقت، مبلغِ اسلام، مفکرِ اسلام، داعیِ حق، متکلمِ حق، عالمِ حق، عامل عَلَی الحق، واصل اِلَی الحق اور مردِ مومن مردِ حق کے القابات سے یاد کیا۔ اس سے حضرت مصنف مدظلہٗ کے علمی و روحانی مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اہلسنت کے لیے یہ کتاب دعوتِ فکر بھی ہے اور پیغامِ عمل بھی، مشعلِ راہ بھی ہے اور مینارہ نور بھی۔ اب یہ ان کے ذمہ ہے کہ وہ اس کتاب سے کس حد تک فیضیاب ہوتے ہیں۔ رب کریم اس کتاب کو نافع و رافع بنائے آمین۔

خاکپائے عرفاء کاملین

محمد آصف قادری غفرلہٗ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اظہار خیال

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب رضوی

شیخ الحدیث، دار العلوم امجدیہ، کراچی۔

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا شاہ تراب الحق صاحب نے اس کتاب کو نہایت محنت سے لکھ کر وقت کی ضرورت کو پورا کیا ہے، یہ کتاب میں نے حرف بحرف بنظر غائر پڑھی ہے، یہ کتاب معاشرے کے ہر طبقہ کے لئے مفید ہے، اس کتاب کو سو سے زیادہ آیات قرآنیہ اور سو سے زیادہ احادیث، صحاح ستہ کے علاوہ کتب معتبرہ سے پند و نصائح سے مزین کیا گیا ہے یوں یہ کتاب معاشرہ کے ہر مرد و عورت کے لئے فائدہ مند ہے لیکن بعض افراد کے لئے زیادہ مفید ہے، مثلاً مختلف طلباء کے لئے، مبلغین کے لئے، پی۔ ٹی۔ سی، سی۔ ٹی، بی۔ ایڈ، ایم۔ ایڈ کرنے والوں کے لئے، مدرسین کے لئے، کمپنیوں کے سربراہوں کے لئے، کسی بھی تنظیم کے منتظم و کارکنان کے لئے، خطباء و آئمہ کے لئے، مدارس کے مہتمم حضرات کے لئے۔

کتاب ھذا نہایت جامع و مختصر ہے، اس کے پڑھنے میں بہت کم وقت صرف ہوگا لیکن فوائد کثیر ہیں، کل 104 صفحات ہیں ایک صفحہ کے مطالعہ میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ صرف ہوں گے، کل (2 x 104) = 208 منٹ، جس کے تقریباً ساڑھے تین گھنٹے بنتے ہیں، تیز رفتار سے پڑھنے والا اس سے بھی کم وقت میں اس کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

اس کی عبارت نہایت سلیس اور آسان ہے، اس کا پڑھنے والا اکتائے گا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

نہیں، اس کے پڑھنے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

۱۔ تبلیغ دین کا جذبہ پیدا ہوگا۔

۲۔ ۲۰۰ سے زیادہ آیات قرآنی واحادیث پڑھنے کا شرف ونورانیت حاصل ہوگی۔

۳۔ پڑھنے سے ایمان تازہ ہوگا۔

۴۔ پندونصیحت کا طریقہ آجائے گا۔

۵۔ معاشرہ کے افراد کے حقوق سے آگاہی ہوگی۔

۶۔ قوت مطالعہ میں اضافہ ہوگا۔

۷۔ کتب دینیہ کے مطالعہ کا شوق بڑھے گا۔

۸۔ معاشرے کا کارآمد فرد بنا جائے گا۔

۹۔ نظم ونسق کا طریقہ آجائے گا۔

۱۰۔ خدمت خلق کا شوق ابھرے گا۔

اس کے علاوہ بے شمار فوائد کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہوں گے۔

فقط

اسماعیل

خادم دار العلوم امجدیہ

۴ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

۲۳ مارچ ۱۹۹۹ء

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

تقریظ جمیل

از : فاضل جلیل ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا محمد افضل کوٹلوی مدظلہ العالی

ایم اے عربی، اسلامیات، سیاسیات

ناظم جامعہ رضویہ، فیصل آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ شکایت عام ہے کہ معاشرہ میں بے راہ روی بڑھ رہی ہے مغربی تہذیب کے اثرات پھیل رہے ہیں دینی اقدار کو نظر انداز کیا جارہا ہے، مذہبی رجحانات میں کمی آتی جارہی ہے، حالانکہ آئے دن سیرت کانفرنسیں بھی منعقد ہوتی ہیں، اسلامی نظام حیات کے حوالے سے مجالس مذاکرہ بھی برپا ہوتی ہیں، مساجد میں جمعہ کے اجتماعات میں خطباء حضرات اپنی خطابت کے جوہر بھی دکھاتے ہیں اور تبلیغی جماعتیں بھی قریہ قریہ، بستی بستی گھومتی نظر آتی ہیں بایں ہمہ حالات جوں کے توں ہیں۔

ہر دردمند مسلمان سوچتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے، سیرت کانفرنسیں ناکام کیوں ہیں مجالس مذاکرات سے مقاصد کیوں حاصل نہیں ہوتے، خطباء وواعظین کیوں دلوں پر اثرانداز نہیں ہوتے، تبلیغی جماعتوں کی ناکامی کا سبب کیا ہے؟

اس ہجوم یاس و ناامیدی میں پیر طریقت رہبر شریعت پاسبان مسلک رضا علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی نئی تصنیف : دعوت و تنظیم : روشنی کی کرن بن کر سامنے آئی ہے کتاب کے مطالعہ سے ذہن میں پیدا ہونے والے تمام سوالوں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کاجواب مل گیا، سیرت کانفرنسوں کی ناکامی کا سبب سمجھ میں آ گیا مجلس مذاکرات کے بے نتیجہ رہنے کی حقیقت معلوم ہو گئی، خطباء وواعظین کے خطبوں اور وعظوں کی بے اثری کاراز کھل گیا، تبلیغی جماعتوں کے غیر مؤثر ہونے کی وجہ معلوم ہو گئی۔

دعوت و تنظیم : میں قبلہ شاہ صاحب نے بڑے شگفتہ مگر عام فہم انداز میں حقیقت کو واضح کیا ہے۔

دینی دعوت، داعیان حق کے اوصاف، دعوت و تنظیم اور راہ حق کی آزمائشوں جیسے عنوانات قائم کر کے دینی تبلیغ کی اہمیت، مبلغین وواعظین کے اوصاف اور دعوت حق کی شرائط ولوازمات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔

یہ کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان خصوصاً خطباء، واعظین اور مبلغین کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو گا۔

اس سے پہلے حضرت شاہ صاحب قبلہ ضیاء الحدیث، تصوف و طریقت، جمال مصطفیٰ ﷺ اور عظمت مصطفیٰ ﷺ جیسی ایمان افروز کتابیں تصنیف فرما کر اہل علم ودانش سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں اور بلا مبالغہ ہزاروں مسلمان ان کتابوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

میں صدق دل سے حضرت قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، اللہ تعالی حضرت کا سایہ کرم تادیر عوام اہلسنّت کے سروں پر قائم رکھے اور آپ کے فیوض وبرکات سے مسلمانوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد افضل کوٹلوی غفرلہ

۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

نئی نسل اور تبلیغ و تنظیم کے تقاضے

تبلیغ کیا ہے اور اس کا تنظیم سے کیا تعلق ہے یہ سوال اب جبکہ ہم ترقی یافتہ سماجی نفسیات کا روز بروز حصہ بنتے جا رہے ہیں بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اجتماعی اور انفرادی زندگی کی ہر سطح پر تغیر اور تبدل نے قدیم اقدار و قواعد کو ہی نہیں بلکہ کسی حد تک ان اصولوں کو بھی مشکوک و پامال کر دیا ہے جن پر عمل کر کے ہمارے اسلاف نے مذہب کی تشریح و تفہیم کی ایک گرامر مرتب کی تھی۔ آج کے فکری تقاضے سماجی سطح پر ہر اس روایت سے انحرافی رویہ اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو گزرے ہوئے کل میں نہایت نافع اور قابل عمل تھی۔ اس لئے یہ ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے کہ فکری و مذہبی ضرورتوں کو عصری تقاضوں کی روشنی میں بالا جتہاد پورا کیا جائے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہر صدی میں سر اٹھاتا ہے اور مصلحین اس کے تدارک کے لئے اپنی علمی و عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں تاکہ ابلا غیاتی خلا پیدا نہ ہو اور معاشرے میں مذہب کا اثر و نفوذ برقرار رہے۔ مذہب سے حیات انسانی میں توازن پیدا ہوتا ہے ایسا توازن جس کے بغیر انسانی زندگی محض ایک ہستئی پریشاں رہتی ہے کیونکہ اس بکھری ہوئی کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کو ایک پوری اکائی بنانا مذہب کا مقصد اصلی ہے اور اکائی اسی صورت میں مکمل ہوتی ہے جب انسان کو نظام کائنات کا داخلی شعور حاصل ہو اور جز کا کل سے جو تعلق ہے اس کا واضح طور پر اظہار ہو سکے۔ انتشار، بے عملی اور بے سکونی ہر زمانہ میں انسانی فطرت کا لازمہ رہی ہے۔ اور یہ صورتحال نئی نسل میں زیادہ نمایاں نظر آتی ہے اور اسکی وجہ وہی ہے کہ فکری تقاضوں کی آویزش۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ نئی نسل شاید باغی ہو گئی

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے نئی نسل مذہب کی حقانیت اور ہر شعبہ زندگی میں اسکی افادیت پر تمام تر ایمانی حرارت کے ساتھ یقین رکھتی ہے۔ اسکے دل میں اسلام کے حوالے سے کتاب مبین کی آفاقی عظمت اور سنت نبوی ﷺ کی برکت و رحمت کا واضح اور زندہ تصور موجود ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ پرانی نسل طے شدہ قواعد پر پورے وثوق کے ساتھ عمل پیرا رہتی ہے اور نئی نسل اپنی عصری حسیت کے زیر اثران قواعد کے بارے میں سوال اٹھاتی رہتی ہے۔ اس کا فطری تجسّس اسے ایک پہلو بیٹھنے نہیں دیتا اور وہ چاہتی ہے کہ قدیم آئینے میں ایسے نئے منظر جلوہ گر ہوں جو اس کی حسیت سے ہم آہنگ ہوں۔ اسلئے یہ ملال کہ نئی نسل بدلحاظ یا منحرف ہوگئی ہے کچھ زیادہ درست نہیں ہے۔ آج مساجد گذشتہ کل کے مقابل میں نوجوانوں سے زیادہ بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ تمام مذہبی تنظیموں کے روح رواں نوجواں ہیں علماء و مشائخ کے دست و بازو جواں ہیں۔ بوسنیا سے لیکر کشمیر تک جہاد جیسے عظیم فریضے کی ادائی یا جہاد کی سنت کو نوجوان ہی زندہ رکھے ہوئے ہیں اس لئے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی معاشرے سے نوجوانوں کو یا ان کی قوت عمل کو منہا کردیا جائے تو وہ معاشرہ معطل ہو کر رہ جائیگا۔ نوجوانوں کی ہی حرارت ایمانی پرانی نسل کی علمی و عملی صلاحتیوں کو فعال رکھتی ہے اور ان کو غور و فکر کی منہاج فراہم کرتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ لائق ستائش ہیں جو اپنے تجربہ اور علم کے آئینے میں نئی نسل کے فکری اور نفسی مسائل کو دیکھتے ہیں اور پھر ایسے رہنما اصول مرتب کرتے ہیں جو اس نسل کو مثبت خطوط پر آگے بڑھنے میں مدد دے سکیں۔ ان کو رجائیت اور قنوطیت سے بچا سکیں او زندگی کے حوالے سے ان کے اندر کسی منفی سوچ کو پروان چڑھنے نہ دیں۔ روشن خیالی ایک مسلسل ضرورت ہے لیکن اس روشن خیال کے حدود کا تعین بھی بہت ضروری ہے۔ یہ حدود ایک مسلم

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

معاشرے میں یقیناً قرآن و سنت سے ہی اخذ کیۓ جاسکتے ہیں۔ شرعی حدود، عقیدہ کی صورت میں فکری و روحانی ترفع کی جانب لیجاتے ہیں۔ ایک ایسے ترفع کی جانب جو ایک عامی مسلمان کو مومن کے منصب پر فائز کرتا ہے۔ یہی تبلیغ ہے اور یہی تنظیم ہے اسی تبلیغ و تنظیم کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوۓ ممتاز عالم دین علامہ سید شاہ تراب الحق نے ہمیشہ نوجوانوں کی فکری اور روحانی تربیت کو ضروری تصور کیا ہے۔ فکری و روحانی تربیت دراصل کسی عمارت کی تعمیر سے قبل درست بنیادی اینٹ رکھنے کا عمل ہے۔ اور اینٹ وہی درست رکھے گا جو معمار ہوگا۔ جو عمارت کی مظبوطی اور خوبصورتی کی ترجیحات اور افادیت سے پورے طور پر واقف ہوگا۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی پیش نظر کتاب ان کی اسی معمارانہ جذبہ کی عکاس ہے۔ وہ اپنے موضوع اور مقصد پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ میری گفتگو اصل موضوع پر حاشیہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ مجھے امید ہے کہ ہماری نوجوان نسل جو بے سمتی اور بے سکونی سے پریشان و خائف ہے اس کتاب کے مطالعہ سے اور پھر اس مطالع پر عمل کر کے وہ نہ صرف اپنی مشکل کا حل پالے گی بلکہ فی زمانہ مذہب حقہ، کو در پیش خطرات کے ازالے اور استیصال کے لئے خود کو وقف کردے گی کہ یہی عمل اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں حصول عزت اور شرف قبولیت کا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی عمر، علم، عمل اور توفیقات میں وسعت و برکت عطا فرماۓ تاکہ تبلیغ و تنظیم کے تقاضے بحسن و خوبی پورے ہو سکیں۔

خواجہ رضی حیدر

غلام غلامان غوث اعظم

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدیؒ

کتبہٗ گوہر قلم

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم و الصلوۃ و السلام علیک یا رحمۃ اللعالمین

باب اول

دینی دعوت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا، "اس زمانہ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (ان تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں)"۔ (سورۃ العصر، کنز الایمان)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کے نقصان سے بچنے کے لئے اور حقیقی فلاح و کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر شخص کو یہ چار صفات اپنانی ضروری ہیں۔ اول: ایمان لائے، دوم: نیک اعمال کرے، سوم: ایک دوسرے کو حق بات کی تاکید کرے، چہارم: راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور مصیبتوں پر خود بھی صبر کرے اور دوسروں کو بھی صبر کی تاکید کرے۔

سورہ آل عمران میں فرمایا گیا، "اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے"۔ (۱۰۴، کنز الایمان) اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو جن تین صفات کے اپنانے کا حکم دیا گیا ہے وہ صفات یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع فرمانا ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں (الاحزاب: ۴۶)، نیز بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع فرماتے ہیں۔ (الاعراف: ۱۵۷)

چونکہ رب تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کی پیروی کو ان لوگوں کے لئے بہتر قرار دیا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں (الاحزاب: ۲۱) نیز اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان والوں پر فرض کی ہے (الاحزاب: ۳۶) اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تینوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں۔

اب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں ایک مسلمان کی ذمہ داریاں ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد فرمایا، "تم میں سے جو شخص برائی ہوتی دیکھے اسے چاہیے کہ اسے ہاتھ سے بدل دے، اگر اسکی طاقت نہ ہو تو زبان سے بدل دے، اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا نہایت کمزور درجہ ہے"۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

آقا علیہ السلام کا ایک اور ارشاد گرامی ہے، "تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم نگراں ہے اس سے اسکی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا، ہر شخص اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، ہر عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگراں ہے اس سے اسکے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے آقا کے مال میں نگراں ہے اس سے اسکی بابت سوال ہوگا"۔ (بخاری، مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے! تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے اور پھر تم اس سے دعا کرو لیکن تمہاری دعا قبول نہ ہو"۔ (ترمذی)

دینی دعوت کے اوصاف:

قرآن کریم نے دینی دعوت کے چھ اوصاف بیان کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

1 ۔ دعوت:

دعوت کا لفظی مطلب ہے بلانا یا پکارنا لیکن اصطلاحی طور پر دعوت سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور حق قبول کرنے کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنا ہے ۔ سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۴ میں فرمایا گیا، یدعونَ اِلیَ الخیر یعنی بھلائی کی طرف بلائیں ۔ اللہ عزوجل کی طرف بلانے کے لیے ضروری ہے کہ غرور و تکبر اور ذاتی مفادات سے دور رہتے ہوئے محض رضائے الٰہی اور مخاطب کی خیر خواہی کے پرخلوص جذبے سے دعوت اِلیَ اللہ کا فریضہ سرانجام دیا جائے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں" ۔(حٰمٓ سجدہ: ۳۳)

2 ۔ تبلیغ:

تبلیغ کے لفظی معنی پہنچانے کے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں تبلیغ سے مراد دعوت حق کو لوگوں تک اس طرح پہنچا دینا ہے کہ وہ دل و دماغ پر اثر انداز ہو ۔ ارشاد ہوا، "اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے" ۔ (المائدہ: ٦٧) سورۃ الاحزاب میں مومنوں کی صفات یوں بیان ہوئیں، "وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں کرتے" ۔(۳۹، کنزالایمان) نبی کریم علیہ السلام نے تئیس (۲۳) برس تک یہ فریضہ ادا فرمایا اور اپنے غلاموں کو بھی اس ذمہ داری کو ادا کرتے رہنے کی تلقین فرمائی ۔ ارشاد ہوا، " مجھ سے (دین سیکھ کر) لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو" ۔(بخاری)

3۔ تذکیر:

تذکیر کے معنی نصیحت کرنے اور یاد دلانے کے ہیں ۔ انسان دنیاوی آلائشوں میں الجھ کر اپنے مقصد حیات سے غافل ہو جاتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اسے بار بار یاد دہانی کرائی جائے اور نصیحت کے ذریعے سمجھایا جائے تاکہ وہ غفلت و معصیت سے بچنے کی کوشش کرے۔ ارشاد ہوا، "اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے"۔ (الذٰریٰت : ۵۵) دوسری جگہ فرمایا گیا، "تو تم نصیحت سناؤ، تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو"۔ (الغاشیہ: ۲۱، کنزالایمان)

4 ۔ تبشیر:

تبشیر کے معنی ہیں خوشخبری یا بشارت دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بشیر و نذیر یعنی خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ (البقرہ: ۱۱۹) ایک جگہ یوں ارشاد ہوا، "اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ انکے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں"۔ (البقرہ: ۲۵) دوسری جگہ فرمایا گیا، "رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے"۔ (النساء: ۱۶۵) معلوم ہوا کہ لوگوں کو راہ حق کی طرف مائل کرنے کے لئے رضائے الہیٰ، جنت اور اجر و ثواب کی بشارت دینا بھی دینی دعوت کا اہم وصف ہے۔

5 ۔ انذار:

انذار کے معنی خبردار کرنے اور ڈر سنانے کے ہیں۔ بعض لوگ رحمت و مغفرت کی بشارت سن کر احکام پر عمل کرنے میں سستی و غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو اور خدا کے منکروں کو عذاب الہیٰ سے ڈرانا چاہیے تاکہ وہ راہ حق پر گامزن ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اے بالا پوش (یعنی کمبل) اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو"۔ (المدثر: ۱ تا ۳)

سورۃ الانعام آیت ۱۹ میں فرمایا گیا، "(فرمادو) میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو یہ پہنچے"۔ صدرالافاضل مولانا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں، "معنی یہ ہیں کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جن کو یہ قرآن پہنچے" ۔(خزائن العرفان)

6۔ تواصی بالحق:

وصیت کا مفہوم ہے کسی کو خیر خواہی کے جذبے سے کسی کام کی طرف راغب کرنا یا مسلسل کسی کام کی تاکید کرتے رہنا۔ المفردات میں اس کا ایک مفہوم وعظ و نصیحت سے کوئی کام کرنے پر ابھارنا بھی بیان ہوا ہے۔ سورۃ البلد آیت ۱۷ میں ارشاد ہوا، "جو ایمان لائے اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں"۔ سورۃ العصر میں فرمایا گیا، "جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی" ۔(کنزالایمان)

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے لئے دینی دعوت کو ان چھ اوصاف کا جامع ہونا چاہیے۔

۱۔ دینی دعوت محض رضائے الہیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے پر مبنی ہونی چاہیے۔

۲۔ داعی جو دینی تعلیمات جانتا ہو وہ پراثر انداز میں لوگوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتا رہے۔

۳۔ جو لوگ مقصد حیات سے غافل ہوں انہیں انکی دینی ذمہ داریاں سمجھانے کے علاوہ بار بار یاددہانی بھی کرائی جائے۔

۴۔ داعی کو چاہیے کہ وہ حکمت کے ساتھ لوگوں کو رحمت و مغفرت اور اجر و ثواب کی خوشخبری بھی دیتا رہے۔

۵۔ نیز انہیں گناہوں اور غفلت سے باز رکھنے کے لئے حسب موقع خوف خدا اور حساب و عذاب پر مبنی آیات و احادیث بھی سناتا رہے۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۶۔ داعی پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعے حق بات کی تاکید کرے اور پھر مسلسل راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کی وصیت کرتا رہے۔

دینی دعوت کا ایک وصف جیسے سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۴ کے حوالے سے کتاب کے آغاز میں بیان کیا گیا، یہ ہے کہ دعوت حق کا فریضہ انجام دینے کے لئے ایک منظم جماعت یا تنظیم ہونی چاہیے جو دین حق کے غلبہ کے لیے اجتماعی طور پر جدو جہد کرے۔ داعیان حق کی یہ اجتماعیت اور تنظیم دراصل انکے یکساں نظریات، نیک عزائم اور پر خلوص جذبات کا اتحاد ہوتا ہے اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "بے شک اللہ دوست رکھتا ہے اہنیں جو اسکی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔(الصف: ۴)

ترتیبِ دعوت:

ذاتی اصلاح کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی اصلاح پر توجہ دینی چاہیے۔ اپنے گھر والوں کی اصلاح و تربیت سے غافل ہو کر دوسرے شہروں کے پھیرے لگانا اور دور دراز کے لوگوں کی اصلاح کی خاطر چلے کے لیے نکل جانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی اپنا گھر جلتا چھوڑ کر پانی کی بالٹی لیے دوسرے علاقے میں نکل جائے اور وہاں تلاش کرے کہ کسی کے گھر آگ لگی ہو تو بجھا دی جائے۔ کیا یہ جہالت و حماقت ہنیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے، "اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"۔(التحریم: ۶، کنزالایمان)

جس طرح ہر شخص اپنے اہل و عیال کی پرورش کے لیے تکالیف برداشت کرتا ہے اسی طرح اسے چاہیے کہ وہ اہنیں دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے ہر ممکن سعی کرے اور یہ اسکی شرعی ذمہ داری ہے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اسکی

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم نگراں ہے اس سے اسکی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا، ہر شخص اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اس سے انکے بارے میں سوال ہو گا، ہر عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگراں ہے اس سے اسکے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ (بخاری، مسلم) اس اہم ذمہ داری کے پیش نظر آقا علیہ السلام نے نصیحت فرمائی کہ تم اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی ان سے نہ ہٹانا یعنی مناسب سختی کرتے رہنا۔ (احمد، طبرانی)

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ تین اشخاص پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرمادی اول: شراب کا عادی، دوم: والدین کا نافرمان، سوم: وہ بے حیا جو اپنے گھر میں بے حیائی و بے غیرتی کے کام ہونے دے۔ (احمد، نسائی) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کی دینی تربیتی کرنے اور ان سے دینی احکام پر عمل کروانے میں مناسب سختی کرے۔ یہ اہل و عیال کے حقوق میں سے ہے قیامت میں اس سے غفلت پر بھی بعض لوگوں کو عذاب دیا جائے گا۔ اس بارے میں ایک عبرت انگیز روایت پڑھیے شاید یہی ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کا سبب بن جائے۔ فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قیامت میں ایک شخص بارگاہ الہیٰ میں لایا جائے گا اسکی بیوی اور اولاد اسکی شکایت کرتے ہوئے عرض کریں گے، الہیٰ! اس سے ہمارے حقوق کے متعلق مؤاخذہ کر کیونکہ اس نے ہمیں دین کا علم نہ سکھایا اور ہمیں حرام کما کر کھلایا اور ہم بے علم تھے۔ لہذا اس شخص کو حرام کمانے کے سبب عذاب ہو گا یہانتک کہ اسکا گوشت جھڑ جائے گا اسکے بعد انہیں میزان پر لایا جائے گا تو فرشتے اس شخص کی پہاڑ کے برابر نیکیاں لائیں گے اسکے گھر والوں میں سے ایک فرد آگے بڑھ کر کہے گا میری نیکیاں کم ہیں اور وہ اسکی نیکیوں میں سے لے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

لے گا پھر دوسرا آگے بڑھے گا اور اور وہ بھی اسکی نیکیوں سے اپنی کمی پوری کر لے گا اسطرح اسکے اہل و عیال اسکی ساری نیکیاں لے جائیں گے۔ تو وہ شخص اپنے گھر والوں سے یوں مخاطب ہو گا، "آہ! اب میری گردن پر وہ گناہ رہ گئے ہیں جو میں نے تمہارے لیے کیے تھے"۔ فرشتے کہیں گے، یہ وہ بدنصیب شخص ہے جس کے گھر والے اسکی ساری نیکیاں لے گئے اور یہ انکی وجہ سے اب جہنم میں جائے گا۔ (قرۃ العیون)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، "جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز میں غفلت پر مارو اور انکے بستر بھی علیحدہ کر دو"۔ (ابوداؤد) معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تربیت میں مناسب سختی کرنا ضروری ہے۔ خلاف شرع کاموں پر دیگر اہل خانہ کی اصلاح کے لیے بھی سختی کرنے کا قرآن حکیم نے حکم دیا ہے ارشاد ہوا، "جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں (ہلکی مار) مارو"۔ (النساء: ۳۴) بوقت ضرورت کسی خلاف شرع کام کو مٹانے کے لیے کوئی عملی قدم بھی اٹھایا جاسکتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اسوقت گھر میں ایک پردہ لٹک رہا تھا جس پر تصویریں تھیں آپکے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا آپ نے اس پردے کو پھاڑ دیا اور فرمایا، قیامت میں سب سے زیادہ عذاب انکو ہو گا جو تصویریں بناتے ہیں۔ (بخاری)

گھر والوں کی اصلاح کے بعد زیادہ حق عزیز و اقارب، پڑوسیوں اور قریبی دوستوں کا ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا، "اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔ (الشعراء: ۲۱۴، کنزالایمان) اگر دینی دعوت میں انکا ساتھ میسر آ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

گیاتو کام پھیلانے میں زیادہ آسانی ہوگی کیونکہ قریبی تعلق اور محبت کے باعث وہ بھرپور تعاون کریں گے اور دوسری بات یہ کہ انکے ساتھ ہونے کا دوسرے لوگوں پر اچھا اثر پڑے گا اور داعی کے لیے آزمائشیں نسبتاً کم ہو جائیں گی پھر دینی دعوت کا سلسلہ پورے محلے اور پھر شہر تک وسیع ہو سکتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز و اقارب کے بعد مکہ مکرمہ اور اسکے اطراف کے لوگوں تک دعوت و تبلیغ کے لیے فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا، " تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل مکہ والوں کو اور جتنے اسکے گرد ہیں " ۔ (الشوریٰ: ۷) پھر حکم ہوا کہ اے محبوب! آپ تمام انسانوں کو مخاطب کر کے یہ فرما دیں، " اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں " ۔ (الاعراف: ۱۵۸)

ذرائع دعوت:

داعیان حق کو دینی دعوت عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے ایسی حکمت عملی طے کرنی چاہیے کہ ہر شخص تک ان کا پیغام پہنچ جائے ۔ دعوت پہنچانا آپ کا کام ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہیں ۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ آپکے نظریات وافکار آپکے ذہن میں بالکل واضح ہوں تاکہ آپ لوگوں کو بتا سکیں کہ آپکو صراط مستقیم کی پوری بصیرت حاصل ہے اور یہ راستہ آپ نے سوچ سمجھ کر اپنایا ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "(اے محبوب!) تم فرماؤ یہ میری راہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا (مشرک) نہیں " ۔ (یوسف: ۱۰۸، کنزالایمان)

چونکہ دین کے نام پر ملک میں بہت سی تنظیمیں اور جماعتیں کام کر رہی ہیں اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ اپنی دعوت کے امتیازی اوصاف عوام تک پہنچائیں تاکہ آپ کی دعوت کی برتری ثابت ہو اور وہ آپ کی طرف مائل ہوں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بہت سے لوگ یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کی تنظیم کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ ان اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے؟ آپ کو مقاصد کے حصول میں کتنی کامیابی ہوئی ہے؟ آپ کی سرگرمیاں دوسرے لوگوں پر کیا فوقیت رکھتی ہیں؟ آپ کی تنظیم کی قیادت کیسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے؟ وغیرہ۔ اس طرح کے سوالوں کے مناسب جوابات جاننے کے بعد لوگوں کے لئے آپ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

۱۔ دعوت بذریعہ محافلِ دروس و نعت:

قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی دروس کا انعقاد دعوت حق کو پھیلانے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے کسی صحیح العقیدہ با عمل عالم دین سے مسجد یا کسی بھی گھر میں دین سکھانے کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔ یونہی خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے کسی سنی عالمہ سے کسی بھی گھر میں درس کا انعقاد وقت کی ہنایت اہم ضرورت ہے۔ مسجد میں لوگوں کو جمع کرنے میں زیادہ محنت ہنیں کرنی پڑتی جبکہ کسی گھر میں درس کے انعقاد کے لئے لوگوں کو شخصی رابطوں کے ذریعے مدعو کرنا ضروری ہوتا ہے ذاتی تعلقات اور لوگوں سے میل جول اس ضمن میں بہت کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

ہر عمارت کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے دین اسلام کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد ہیں۔ اگرچہ ہر مسلمان انکے بارے میں کچھ نہ کچھ علم رکھتا ہے لیکن پھر ان کا صحیح علم دوسروں تک پہنچانا داعی کی اولین ذمہ داری ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ ان عقائد پر اگر مسلمان کا ایمان مضبوط ہو جائے تو اس کی زندگی ایک روحانی انقلاب سے آشنا ہو جاتی ہے اور پھر اسے اپنے اعمال کی اصلاح کرنا بالکل دشوار ہنیں ہوتا۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ فقہی مسائل کو عقائد کے علم پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسے پروگراموں میں شرکت کے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

خواشمند ہوتے ہیں جس میں طہارت و نماز وغیرہ کے مسائل بیان کیے جائیں۔ اس طرح بعض لوگ ذکر و نعت کی محافل کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں لوگوں کے ذہنی رجحان کے مطابق فقہی مسائل کی تعلیم یا ذکر و نعت کو بھی دینی دعوت پہنچانے کا نقطہ آغاز بنایا جاسکتا ہے۔

ہفتہ وار درس کے علاوہ روزانہ مختصر دورانیہ کا درس بھی نصب العین کی یاد دہانی میں مددگار ثابت ہوتا ہے نیز ایسے مواقع پر دعوت دین کے لئے خصوصی پرگرام ضرور منعقد ہونے چاہیں جب لوگوں کو جمع کرنے میں معمولی سی محنت درکار ہوتی ہے جیسے شب معراج، شب برات، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یوم عاشورا اور رمضان المبارک کا پورا مہینہ۔ بچوں میں قرات، نعت، تقریر اور دینی معلومات کے مقابلے کروا کے یا بچوں کی دینی تربیت کے لئے خصوصی نشستیں منعقد کر کے ان میں بھی دینی سوچ کو پروان چڑھانا داعیانِ حق کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

۲۔ دعوت بذریعہ ملاقات و رابطہ:

مساجد میں منعقدہ پروگراموں میں عموماً نمازی حضرات شریک ہو جاتے ہیں لیکن جو لوگ مسجد نہیں آتے انہیں دینی دعوت دینے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ داعی ان سے انکے گھر یا دفتر یا دوکان وغیرہ جا کر ملاقات کرے اور خیریت وعافیت پوچھنے کے ساتھ ساتھ حکمت کے ساتھ مقصد حیات یاد دلائے اور اللہ عزوجل کی بندگی اور آقا علیہ السلام کی اطاعت کی طرف راغب کرے۔ دعوت دیتے وقت مخاطب کی ذہنی سطح کے علاوہ اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھنا بھی حکمت کا تقاضا ہے اسی لئے آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "لوگوں سے ان کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرو"۔ (مشکوٰۃ) ایک عام تعلیم یافتہ، ایک ان پڑھ اور ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص سے گفتگو کرتے ہوئے اس فرق کو ضرور ملحوظ خاطر

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

رکھا جائے۔

دعوت حق کو قبول کرنے میں اکثر لوگوں کی تعلیم، دولت یا حیثیت ہی انکے لئے رکاوٹ ہوتی ہے اس لئے موقع محل دیکھ کر مناسب طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ دوران گفتگو ابتدا میں اختلافی امور سے گریز کیا جائے اور پہلی ہی گفتگو کو فیصلہ کن مرحلہ تک پہنچانا بھی ضروری نہ سمجھا جائے۔ اگر رابطہ برقرار رہے اور مخاطب آپکی دعوت سننے پر آمادہ ہو تو دعوت کی قبولیت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اس لئے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ کیونکہ اگر پانی کے قطرے مسلسل کسی پتھر پر بھی پڑتے رہیں تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ یہ بھی خیال رکھا جائے کہ رٹے رٹائے جملے داعیانہ تڑپ اور روحانیت سے خالی ہوتے ہیں۔

عقائد کی اصلاح کے بعد اعمال کی باری آتی ہے اور اعمال میں اہم ترین فریضہ نماز ہے۔ اصلاح فکر و عمل کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو عذاب الہٰی سے ڈرایا جائے تاکہ وہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور اس کی رحمت و مغفرت کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ مایوسی طاری نہ ہو بلکہ اجر و ثواب کا ذکر انہیں مزید نیکیوں کی طرف راغب کرنے کا باعث ہو۔ دینی دعوت دیتے وقت یہ بھی خیال رکھا جائے کہ بعض لوگ تو صرف سن کر مان جاتے ہیں کہ فلاں کتاب میں اسطرح لکھا ہے مگر مادیت پرست اور غفلت زدہ لوگ جو اسلام سے زیادہ سائنس کے پرستار ہوتے ہیں وہ مطمئن نہیں ہوتے۔ اس لئے داعی کو چاہیے کہ وہ جس موضوع پر گفتگو کرے اس کے بارے میں مطالعہ کر کے عقلی دلائل بھی بیان کرے اس سے جدید تعلیم یافتہ طبقہ جلد متاثر ہوتا ہے۔

۳۔ دعوت بذریعہ کتب و کیسٹ:

اچھی کتاب ایک بہترین دوست، مشفق معلم اور تبلیغ و اشاعت دین کا ایک

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

موثر ذریعہ ہے خاص طور پر خواتین تک دینی دعوت پہنچانے کے لئے یہ اہم ترین ذریعہ ہے کیونکہ خواتین مساجد میں درس و وعظ کی نشستوں میں شریک ہنیں ہو سکتیں اور کتاب کے ذریعے وہ گھر بیٹھے دینی تعلیمات سے آگہی حاصل کر سکتی ہیں ۔ اہلسنت کی کم نصیبی ہے کہ خواتین کی دینی تعلیم و تربیت پر اب تک بہت کم توجہ دی گئی ہے ۔

داعیانِ حق کے پاس مناسب تعداد میں دینی کتابچے یا پمفلٹ موجود ہونے چاہییں جنہیں وہ رابطہ کے دوران لوگوں تک پہنچا سکیں ۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ دینی کتب پر مشتمل ایک لائبریری ہر علاقے میں قائم کی جائے جہاں سے لوگ مطالعہ کے لئے کتب لے سکیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ تنظیم کے اراکین اپنے اپنے علاقے کی مساجد کے باہر نمازِ جمعہ کے وقت اسٹال لگائیں اور رعایتی ہدیہ پر قرآن کریم مع ترجمہ کنز الایمان ، جید علماء اہلسنت کی کتب اور کم ہدیے والے کتابچے لوگوں تک پہنچائیں ، اسٹال کے تعارف کے لئے اس مسجد کے خطیب صاحب سے اعلان کی درخواست کی جائے تو زیادہ موزوں ہو گا ۔ اس مصروف دور میں لوگوں کے پاس بازار جا کر صحیح اسلامی فکر رکھنے والی کتابیں خریدنے کا بھی وقت ہنیں ہے اسطرح اہنیں اپنے گھر کے قریب سے صحیح العقیدہ علماء حق کی کتب میسر آسکتی ہیں ۔

ایک تیسری صورت یہ ہے کہ دینی کتب اور پمفلٹ لوگوں کو مفت دیے جائیں یہ کام انفرادی طور پر تو ہر مبلغ ضرور کرے لیکن اجتماعی طور پر بھی اس فریضہ کی ادائیگی وقت کی اشد ضرورت ہے داعیان حق کو چاہیے کہ وہ مخیر حضرات سے رابطہ کر کے اہنیں اس کام کی اہمیت کا احساس دلائیں اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی فضلیت پر مبنی آیات و احادیث کی روشنی میں اس کارِ خیر کے لئے آمادہ کریں ۔ آقا علیہ السلام کا یہ فرمانِ عالیشان مشعل راہ بنائیے ۔ " جب انسان

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے مگر تین اعمال کے ثواب اسے ہمیشہ ملتے رہتے ہیں اول صدقہ جاریہ، دوم وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، سوم وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے"۔ (مسلم)

سائنسی ترقی کے باعث اب دعوت دین پہنچانے کا ایک اور موثر ذریعہ آڈیو کیسٹ بھی ہے مختلف علماء حق کی تقاریر اور نعتوں کی کیسٹیں لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہر علاقے میں ایک کیسٹ لائبریری قائم کی جاسکتی ہے نیز کیسٹوں کو بھی بذریعہ اسٹال لوگوں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ لوگوں کو اس سلسلے میں ترغیب دی جائے کہ وہ کسی بھی وقت پورے ہفتے میں ایک وعظ کی کیسٹ ضرور سنیں، اگر انکے پاس گاڑی ہو تو وہ دفتر وغیرہ جاتے ہوئے یہ کام باآسانی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح انہیں اس بات پر بھی آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے گھر میں قرآت اور نعتوں کی کیسٹیں ضرور رکھیں، اس طرح گانوں کی کیسٹوں والی برائی کا بھی بہتر مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

باب دوم

داعیانِ حق کے اوصاف:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والوں کے لئے امام غزالی نے کیمیائے سعادت میں تین اوصاف لازم قرار دیے ہیں۔ اول: علم، دوم: تقویٰ، سوم: حسنِ اخلاق۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نیکی کا حکم دینے والے کے لئے پانچ باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ علم کہ علم کے بغیر اس کام کو اچھے طریقے سے نہیں کیا جاسکتا،

۲۔ اس کام سے رضائے الہیٰ اور دین کی سربلندی مقصود ہو،

۳۔ جس کو نیکی کا حکم دے شفقت و نرمی کے ساتھ دے،

۴۔ نیکی کا حکم دینے والا مشکلات پر صبر کرنے والا ہو،

۵۔ وہ خود بھی نیکی پر عمل کرتا ہو۔

داعیانِ حق یا مبلغین کے اوصاف کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ محبتِ خدا عزوجل و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ اخلاصِ نیت

۳۔ حصولِ علم و فہمِ دین

۴۔ داعیانہ تڑپ

۵۔ قول و فعل میں یکسانیت

۶۔ حکمت و دانائی

۷۔ نرمی اور شفقت

۸۔ عفو و درگذر

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۹۔ تدریج

۱۰۔ میانہ روی

۱۱۔ صبر واستقامت

۱۔ محبتِ خدا عزو جل و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) لائے، اور اللہ فاسقوں کو راہ (ہدایت) نہیں دیتا"۔(التوبہ: ۲۴، کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ داعی کے دل میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت دنیا اور اس میں موجود تمام محبوب رشتوں اور پیاری نعمتوں سے زائد ہونی چاہیے۔ ایک صحابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی ان سے ملاقات نہ ہو سکی؟ ارشاد فرمایا، اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" وہ انہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے"۔(بخاری، مسلم) ثابت ہوا کہ محبت زمان و مکان کے فاصلے مٹا کر مومن کو اس کے حقیقی محبوب کے قریب کر دیتی ہے اور پھر محبوب کی رفاقت و قرب کا احساس بندے کو ہر خوف و غم سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی!

ایک اور صحابی نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، قیامت کب آئے گی؟ ارشاد فرمایا، قیامت کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی، نہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بہت ساری نمازیں جمع کی ہیں نہ روزے اور نہ ہی صدقے لیکن اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ یعنی تو قیامت میں انہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے کے بعد کسی بات پر ایسا خوش ہوتے نہ دیکھا جیسا وہ اس بات سے خوش ہوئے ۔(بخاری، مسلم)

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی حلاوت عطا کرتی ہے اور قوتِ محرکہ کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی طرف مائل کرتی ہے اور انجام کار محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے ۔ ہر دعوے کی کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہوں اور آپ کے لمحات اور آپ کے شب و روز آقا علیہ السلام کی اطاعت و پیروی سے خالی ہوں، رؤف و رحیم آقا علیہ السلام کی نعتیں سن کر آپ سبحان اللہ تو کہتے ہوں مگر یہ تعریف صرف زبان پر جاری ہو اور اعمال پر اس کا کوئی اثر نہ پڑتا ہو؟ کون مسلمان ایسا کم نصیب ہوگا جو دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور آخرت میں آپ کے قرب سے محروم ہونا چاہے گا؟ یقیناً کوئی نہیں تو پھر لازم ہے کہ آقا علیہ السلام کی محبت کی شمع اپنے سینے میں فروزاں کی جائے ۔

راہِ حق کے داعی کو تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس راہ میں کئی مشکل مقام آتے ہیں اور جب تک داعی اپنے محبوب و کریم آقا علیہ السلام کی محبت کے جذبے سے سرشار نہ ہو وہ اس راہ کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سینوں میں راسخ ہو جائے اور آپ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ایسے رنگ جائیں کہ ان کا مشن آپ کا مشن ہو، انکی ادائیں آپ کا طرز زندگی بنیں اور آپ کے روز و شب انکے اسوہ حسنہ کے سانچے میں ڈھل جائیں، پھر آپ بھی فخر کے ساتھ یہ اعلان کر سکیں، "ہم اللہ کے رنگ میں رنگ گئے اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ؟ اور ہم تو اِسی کو پوجتے ہیں" ۔(البقرہ: ۱۳۸) اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

2۔ اخلاصِ نیت:

داعی یا مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو ورنہ اس کی ساری جدوجہد رائیگاں جائے گی ۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ " اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرے " ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت میں پہلے شہید کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، تو نے میری رضا کے لئے جہاد نہیں کیا بلکہ تو نے اس لئے جنگ کی کہ تجھے بہادر کہا جائے وہ کہہ لیا گیا پھر حکم ہو گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ۔ پھر وہ جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا اس سے رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے علم اس لئے سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے، قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہو گا تو وہ اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا پھر وہ جسے اللہ تعالیٰ نے خوب مال دیا، لایا جائے گا اس سے رب تعالی فرمائے گا، تو نے اس لئے مال خرچ کیا کہ تجھے سخی کہا جائے وہ کہہ لیا گیا پھر اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا ۔ (مسلم)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

معلوم ہوا کہ عبادات میں اخلاص بہت ضروری ہے جو نیکی دکھاوے، شہرت یا کسی اور دنیاوی غرض سے کی جائے برباد ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر"۔ (الزمر: ۲) یعنی اخلاص اختیار کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اخلاص اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، رب تعالیٰ کا ارشاد ہے، میں اسے اسکے دل میں رکھتا ہوں جسے دوست بنا لیتا ہوں"۔ امام غزالی فرماتے ہیں، علم بیج ہے عمل کھیتی ہے اور اخلاص اس کا پانی ہے۔ (کیمیائے سعادت) اخلاص کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ علم دین سیکھنا فرض ہے لیکن بری نیت اس اہم نیکی کو برباد کر دیتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے، جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا جاہلوں سے جھگڑے گا اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ (ترمذی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان اخلاص کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو زمین پر گرا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر اسے قتل کرنا چاہتے تھے کہ اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ اب اگر میں اسے قتل کروں تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کے لئے ہو گا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی مجرم کو دُرّے لگا رہے تھے کہ اس نے آپ کو گالی دے دی اس پر آپ نے درے لگانا روک دیا، پوچھنے پر فرمایا، اب تک میرا اسکو مارنا رب تعالیٰ کے لیے تھا اب گالی سننے کے بعد اگر میں اسے ماروں تو اس میں میرا غصہ بھی شامل ہو گا۔ آقا علیہ السلام نے ایک صحابی سے فرمایا، عمل اخلاص سے کیا کرو کیونکہ ایسا عمل کم بھی ہو تو کافی ہو گا۔ (کیمیائے سعادت)

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جسے معلوم ہوا کہ فلاں جگہ ایک درخت ہے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں اس عابد نے کلہاڑا اٹھایا اور اس درخت کو کاٹنے چل دیا راستے میں ایک بوڑھے کی شکل میں ابلیس ملا اور پوچھا، کہاں جارہے ہو؟ عابد نے کہا اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں۔ ابلیس نے کہا، تو اللہ کی عبادت کر اور اس درخت کا خیال چھوڑ دے۔ عابد بولا، میں یہ نیک کام ضرور کروں گا۔ شیطان نے کہا میں ہرگز نہ کرنے دوں گا۔ دونوں میں ہاتھ پائی ہوئی عابد نے ایک ہی وار میں شیطان کو زمین پر دے مارا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ شیطان نے ایک اور چال چلی، بولا اگر تو مجھے چھوڑ دے تو تجھے کام کی بات بتاؤں، عابد نے چھوڑ دیا اور کہا بتاؤ کیا بات ہے؟ وہ بولا، اگر اس درخت کو کاٹنا بہت ضروری ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کو حکم دیتا اور پھر یہ کہ اس نے تمہیں اس کام کا حکم بھی نہیں دیا ہے اس لئے یہ ارادہ چھوڑ دو۔ عابد نے کہا، ہرگز نہیں اس وقت میری عبادت یہی ہے کہ وہ درخت کاٹ دوں۔ دونوں میں پھر لڑائی ہوئی اور عابد پھر اسے گرا کر سینے پر چڑھ گیا۔

ابلیس نے کہا، اگر اب چھوڑ دو تو ایک اور بات بتاؤں گا پسند نہ آئے تو جو جی چاہے کرنا۔ عابد نے چھوڑ دیا شیطان بولا، اے نیک شخص! تم غریب ہو اگر تمہارے پاس کچھ مال ہو تو خود بھی کام میں لاؤ اور فقراء پر بھی خرچ کرو اور ثواب کماؤ اگر تم نے وہ درخت کاٹ بھی دیا تو لوگ دوسرے درخت کی پوجا کریں گے اور اگر تم یہ ارادہ چھوڑ دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ صبح تمہارے سرہانے دو دینار رکھ دیا کروں گا۔ عابد نے سوچا، ٹھیک ہی تو کہتا ہے میں ایک دینار خرچ کروں گا دوسرا راہ خدا میں صدقہ کروں گا اور مجھے درخت کاٹنے کا حکم بھی تو نہیں دیا گیا یہ سوچ کر وہ گھر واپس آگیا۔

تین دن تک تو اسے دو دینار ملتے رہے چوتھے روز کچھ نہ ملا، اسے بہت غصہ آیا وہ پھر کلہاڑا لیکر درخت کاٹنے چلا راستے میں ابلیس آکھڑا ہوا اور پوچھا کہاں چلے؟

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

عابد نے کہا درخت کاٹنے ۔ وہ بولا، اب تم درخت نہیں کاٹ سکتے ۔ پھر دونوں میں لڑائی ہوئی مگر اس مرتبہ شیطان عابد کو گرا کر اس کے سینے پر چڑھ گیا اور بولا، واپس جاتے ہو یا تمہاری گردن کاٹ دوں ؟ عابد نے خوفزدہ ہو کر کہا، مجھے چھوڑ دے میں واپس چلا جاتا ہوں مگر یہ بتا کہ اس مرتبہ تو نے اتنی آسانی سے مجھے کیسے بے بس کر دیا ؟ ابلیس بولا، بات یہ ہے کہ پہلے تیرا غصہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا اس لیے میں مغلوب ہو گیا کیونکہ میں کسی ایسے شخص پر قابو نہیں پا سکتا جو اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی کام کرے مگر جو اپنے نفس کی خاطر کوئی نیک کام کرے وہ مجھ پر غالب نہیں آسکتا چونکہ اس بار تیرا غصہ دیناروں کے لیے تھا اس لئے تو فوراً مغلوب ہو گیا ۔ (کیمیائے سعادت)

شیطان اکثر داعیان حق کو ایسے ہی مکر و فریب کے ذریعے زیر کرتا ہے پھر داعی یہ چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، اسے نمایاں مقام دیا جائے، لوگ اسکا خاص احترام کریں اور خاطر تواضع بھی کریں وغیرہ ۔ غرض یہ کہ پھر داعی کے دل میں غرور و تکبر جنم لیتا ہے جو کہ ہلاکت و بربادی کا بڑا سبب ہے ۔ داعیان حق کو چاہیے کہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ بغیر کسی دنیاوی مفاد کے محض رضائے الہیٰ کے لیے انجام دیں اور لوگوں سے کسی نفع یا تعریف وغیرہ کی ہرگز امید نہ رکھیں نیز انبیاء کرام علیہم السلام کے اس قول کو مشعل راہ بنائیں ۔

" میں اس (دعوت و تبلیغ) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے " ۔ (الشعراء: ۱۰۹) حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا، مخلص کون ہے ؟ فرمایا، جسطرح شیر خوار بچے کو نہ تو تعریف اچھی لگتی ہے اور نہ مذمت بری معلوم ہوتی ہے اسی طرح جب انسان تعریف و تنقید کی پرواہ نہ کرے تو وہ مخلص ہو جاتا ہے ۔ (اخلاق الصالحین)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

3۔ حصولِ علم و فہمِ دین:

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "علم دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔(مسند امام اعظم، ابن ماجہ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں، علم سے مراد وہ علم ہے جو مسلمانوں کو وقت پر جاننا ضروری ہے مثال کے طور پر جب کوئی اسلام میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا فرض ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں، اور جب نماز کا وقت آگیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا فرض ہو گئے اور جب ماہ رمضان آیا تو روزے کے احکام سیکھنا فرض ہوئے اور جب مالک نصاب ہوا تو زکوۃ کے مسائل جاننا فرض ہوئے اور جب نکاح کیا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا بھی زن و شوہر سے تعلق ہے وہ سیکھنا فرض ہو گئے"۔(اشعۃ اللمعات)

اس سے معلوم ہوا کہ داعی کو دین کے تمام بنیادی مسائل کسی صحیح العقیدہ سنی عالم سے سیکھنے چاہییں کیونکہ علم سیکھنے سے ہی دینی بصیرت پیدا ہوتی ہے آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے"۔(بخاری، مسلم) اگر داعی کو ضروری علم حاصل نہ ہو تو وہ اصلاح و تربیت کا اہم فریضہ ادا نہیں کر سکتا۔ قرآن حکیم میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ دین کا علم بندے کو خوف خدا کی نعمت عطا کرتا ہے اور درجات کی بلندی کا باعث بھی ہے۔ ارشاد ہوا، "اللہ سے اسکے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔ (فاطر: ۲۸) مزید فرمایا گیا، "اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور انکے جن کو علم

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

دیا گیا درجے بلند فرمائے گا" ۔(المجادلہ : ۱۱) حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل علم وہی ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں ۔ (مشکوٰۃ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر حکمت کی اصل ہے ۔

اب علم دین سیکھنے کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں ۔ آقا علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے، " جو علم دین سیکھنے نکلا وہ واپسی تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے " ۔ (ترمذی) دمشق کی مسجد میں ایک شخص حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا، میں مدینہ منورہ سے آپ کے پاس صرف ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں اس کے علاوہ مجھے کوئی کام نہیں ہے ۔ آپ نے فرمایا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص علم دین طلب کرنے کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلاتا ہے، بیشک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بیشک آسمان و زمین کی تمام مخلوق اور پانی میں مچھلیاں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں اور یقیناً عالم کی فضیلت عابد پر وہی ہے جو چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر اور بے شک علماء حق انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں " ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہوا، " خبردار! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکر الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا طالب علم بھی " ۔ (ترمذی) ایک اور حدیث میں فرمایا گیا، " جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جس نے عالم کی صحبت اختیار کی گویا اس نے میری صحبت اختیار کی، اللہ عزوجل اس کو جنت میں میرا ہمنشین بنائے گا " ۔ (تنبیہ الغافلین) حضور علیہ السلام کا ایک اور ارشاد ہے،

"ایک فقیہ یعنی عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے" ۔(ترمذی) ان تمام احادیث مبارکہ میں عالم سے مراد صحیح العقیدہ سنی عالم با عمل ہے۔

ایک بار رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک جماعت عبادت و دعا میں مشغول ہے اور ایک مجلس میں دینی علم سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری ہے آپ نے فرمایا، یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے، ایک مجلس والے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی طرف راغب ہیں اگر وہ چاہے انہیں دے چاہے نہ دے لیکن جو لوگ علم دین سیکھنے سکھانے میں مصروف ہیں وہی افضل ہیں میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔ یہ فرما کر آپ اس مجلس میں تشریف فرما ہوئے"۔ (دارمی، مشکوٰۃ) ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ داعیان حق کے لئے دین کا علم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے اور اس کے بے شمار فضائل ہیں نیز یہ کہ دین کا علم و فہم حاصل کر کے ہی داعیان حق اپنے تمام معاملات میں اسلام کے مطابق عمل پیرا رہ سکتے ہیں۔

4۔ داعیانہ تڑپ:

داعیانِ حق کے لئے داعیانہ تڑپ پیدا کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر اس اعلیٰ منصب کا حقیقی شعور حاصل نہیں ہوتا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہو گا کہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح فکر و عمل کے لیے جدو جہد سے عبارت ہے، ہر لمحہ یہی فکر ہے، یہی لگن ہے، یہی احساس ہے اور اسی مقصد کے لئے آپ کے شب و روز وقف ہیں ۔ مکہ کی گلیوں میں کلمۂ حق بلند کرنا، بدر و احد کے معرکوں میں شجاعت کا مظاہرہ کرنا، طائف میں لہولہان ہونا، گالیاں سن کر برداشت کرنا، پتھر، گندگی اور دیگر اذیتوں پر صبر کرنا، شعب ابی طالب میں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

تین سال نظر بند رہنا، یہ سب اسی داعیانہ جدو جہد کی مثالیں ہیں۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے مجھے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا حکم دیا میں نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کی جب میں نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ: "تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں"۔ آیت ۴۰) تو میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں"۔ (بخاری، مسلم) غور فرمائیے یہ کون سی ذمہ داری کا شدید احساس تھا جس نے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں کر دیے۔ یہ ذمہ داری یقینی طور پر حق کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری تھی رب عزوجل کی بارگاہ میں اس ذمہ داری کے بارے میں گواہی دینے کے احساس نے آپ کی آنکھوں کو اشکبار کر دیا حالانکہ آپ سے زیادہ کامل داعی اِلَی اللہ نہ کوئی ہوا اور نہ ہو گا۔
آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی اور جب ارد گرد کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو کیڑے پتنگے آگ پر گرنے لگے وہ شخص پوری قوت سے ان پروانوں پتنگوں کو روک رہا ہے لیکن وہ اس کی کوششوں کو ناکام بنا کر آگ میں گرے جا رہے ہیں ایسے ہی میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے جا رہے ہو"۔ (بخاری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہد مسلسل کے ذریعے لوگوں کو دین حق کی طرف بلایا کرتے تھے۔ جب کافروں نے آپ کی پر خلوص کاوشوں کے باوجود دعوت حق کو جھٹلایا اور آپ انکے حق قبول نہ کرنے پر غمزدہ ہوئے تو قرآن عظیم نے آپ کے پر خلوص جذبے، داعیانہ تڑپ اور دردو سوز کو یوں بیان فرمایا، "کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لاتے"۔ (الشعراء: ۳، کنزالایمان)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دل اقدس میں لوگوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ اسقدر تھا کہ آپ جب خطاب فرماتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں، جذبات میں تیزی آجاتی، ایسا معلوم ہوتا کہ کسی فوج کے حملہ آور ہونے سے آگاہ فرمارہے ہیں۔ (مسلم)

ہر داعی حق کے دل میں ایسا ہی پر خلوص جذبہ، داعیانہ تڑپ اور احساس ذمہ داری ہونا چاہیے کہ وہ یہ سوچ کر لرز اٹھے اور آنسو بہائے کہ اگر قیامت میں مجھ سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنے گھر والوں، کالج اور دفتر والوں، محلے اور شہر والوں کے سامنے حق کی گواہی دی یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا؟ وہ سوچے کہ کیا لوگوں کے انکار کے باوجود میں بھی غصہ کی بجائے انکی ہدایت کے لئے بے قرار رہتا ہوں؟ کیا لوگوں کو خدا کی نافرمانی کرتے دیکھ کر میں بھی انہیں آگ سے بچانے کی فکر کیا کرتا ہوں؟ کیا اپنے اردگرد بسنے والے تمام انسانوں تک میں نے دین حق کی دعوت پہنچادی ہے؟ مختصر یہ ہے کہ جب تک داعی منصب دعوت کی ذمہ داری کا شدید احساس اپنے دل میں پیدا نہیں کرے گا وہ اس منصب کے کماحقہ فرائض ادا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

5۔ قول و فعل میں یکسانیت:

داعیان حق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انکے قول و فعل میں تضاد نہ ہو بلکہ جو دعوت وہ دوسرں تک پہنچا رہے ہوں انکی عملی زندگی بھی اس دعوت حق کی آئینہ دار ہونی چاہیے اس لئے ہر داعی کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور برے کاموں سے دور رہے کیونکہ داعی کے قول و فعل میں تضاد اسکی دینی دعوت کے لیے شدید نقصان دہ چیز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں"۔ (البقرہ: ۴۴) یعنی دوسروں کو نصیحت کرنے سے قبل داعی

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کو خود اچھائیوں کو اپنا لینا اور برائیوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ایک اور جگہ فرمایا گیا،
"اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ
بات کہ وہ کہو جو نہ کرو"۔(الصف: ۲،۳، کنزالایمان)
حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص آگ میں پھینک دیا
جائے گا اسکی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ آگ میں اس طرح پھرے گا
جسطرح گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے دوسرے جہنمی پوچھیں گے، کیا تم دنیا میں
ہمیں نیکی کی تلقین نہیں کرتے تھے اور برائیوں سے نہیں روکتے تھے؟ وہ کہے
گا، "میں تمہیں تو نیکی کی تلقین کرتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور
تمہیں تو برائی سے روکتا تھا مگر خود برائیاں کرتا تھا"۔(بخاری، مسلم) ایک اور
حدیث میں ارشاد ہوا، میں نے معراج کی شب دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ
آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں میں نے جبریل سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں
؟ انہوں نے عرض کی، یہ آپکی امت کے خطیب اور نصیحت کرنے والے ہیں جو
لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔(مشکوٰۃ)
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا بلاشبہ عذاب کا باعث ہے لیکن یہ عذاب
عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے
نہیں، اسلیے اگر کوئی عمل نہ کرسکنے کی وجہ سے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا
چھوڑ دے گا تو دو واجب ترک کرنے کی وجہ سے اور زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کی،
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمیں نیکی کا حکم اسوقت دینا چاہیے جب ہم
خود مکمل طور پر برائیوں سے دور ہو جائیں؟ ارشاد فرمایا، تم نیکی کا حکم دیتے رہو
اگرچہ خود مکمل طور پر اس پر عمل پیرا نہ ہو اور برائیوں سے منع کرتے رہو

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اگرچہ تم خود تمام برائیوں سے کنارہ کش نہ ہوسکو"۔ (طبرانی) یعنی اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کا کام بھی جاری رکھنا چاہیے۔

6۔ حکمت و دانائی:

ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو، بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو"۔ (النحل: ۱۲۵)

اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل فرماتے ہیں، پکی تدبیر سے وہ دلیلِ محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مراد ہیں۔ (خزائن العرفان)

اس آیت میں دعوت کے تین اصول بیان ہوئے ہیں اول یہ کہ دینی دعوت حکمت و دانائی کے ساتھ دی جائے، دوم یہ کہ عمدہ انداز میں اچھی نصیحت کی جائے، سوم یہ کہ بہتر طریقے پر بحث کی جائے۔ حکمت سے مراد صحیح بصیرت، درست فہم اور عقل و دانائی کے ساتھ ایسے دلائل پیش کرنا ہے جو مخاطب کو حق کو قبول کرنے پر آمادہ کردے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے اسی لیے "حکمت" کا ترجمہ پکی تدبیر فرمایا ہے۔

حکمت کا مفہوم اچھی طرح سمجھنے کے لیے یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں، ایک نوجوان بارگاہ نبوی میں عرض گذار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے۔ یہ سن کر صحابہ نے اسے مارنا چاہا مگر حضور علیہ السلام نے انہیں روک دیا اور اس نوجوان کو قریب بلا کر نرمی سے فرمایا، کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ کوئی تمہاری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اس نے کہا، میں یہ کبھی پسند نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا، دوسرے لوگ بھی اسے پسند نہیں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کرتے ۔ پھر آپ نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اسی طرح سوال کیا اور ہر بار پوچھا، کیا تمھیں یہ پسند ہے؟ وہ نوجوان ہر بار یہ جواب دیتا، میری جان آپ پر قربان ہو، خدا کی قسم! میں یہ کبھی پسند نہیں کر سکتا، آپ ہر جواب کے بعد فرماتے، لوگ بھی اسے پسند نہیں کرتے ۔ پھر آپ نے اس کے سر پر ہاتھ مبارک رکھ کر دعا فرمائی، الہیٰ! اس کے گناہ معاف فرمادے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو برائیوں سے محفوظ کر دے ۔ پھر وہ نوجوان کبھی ایسی برائی کی طرف متوجہ نہیں ہوا ۔ (طبرانی)

غور فرمائیے آقا علیہ السلام نے کس حکمت و دانائی کے ساتھ اس کے جذبات کو عقل و دماغ کے تابع کر دیا اور اسے اس برے فعل سے نفرت دلائی ۔ داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی کا مذاق اڑانے، سخت تنقیدی جملے کہنے اور طنزیہ انداز سے بالکل دور رہے ۔ اور یہ بھی حکمت کا حصہ ہے کہ داعی دوستانہ ماحول میں گفتگو کرے، مخاطب کی بات توجہ اور اطمینان سے سنے، اس کے غلط نظریات پر فوراً تنقید نہ کرے بلکہ پہلے اس کی اچھی باتوں کی تائید کرے پھر اپنی اچھی بات تجویز کے طور پر پیش کر کے اسے سوچنے کا موقع دے اور اس دوران اپنے انداز اور گفتگو سے اسے یہ یقین دلانے کی کوشش ضرور کرے کہ ہمیں محض رضائے الہیٰ کے لئے حق کو سمجھنا اور اپنانا چاہیے تاکہ ہماری آخرت سنور جائے کوشش کی جائے کہ زیادہ دیر تک موافقت کا ماحول قائم رہے یعنی گفتگو کا آغاز مشترکہ امور سے ہونا چاہیے ۔ داعی اپنا پیغام اس انداز سے پیش کرے کہ مخاطب اسے اپنے دل کی آواز سمجھے، اس کے لئے مخاطب کی نفسیات اور اس کے حالات کا صحیح جائزہ ضروری ہے ۔

ہر وقت نصیحت کرتے رہنا اکتاہٹ اور بیزاری کا باعث بن سکتا ہے اس لئے مخاطب کے حسب حال گفتگو کی جائے ۔ آقا علیہ السلام جمعہ کے روز طویل وعظ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کا مخلص بندہ اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ البتہ جب یہ ظاہر ہونے لگے کہ وہ محض ضد اور تعصب کے ساتھ بحث برائے بحث کرنا چاہتا ہے تو بحث فوری طور پر ختم کر دیں اور اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں نیز اسکی ہدایت کے لیے دعا کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو"۔ (الاعراف: ۱۹۹)

7۔ نرمی اور شفقت:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو نرم مزاج اور شفیق ہونا چاہیے دعوت و تربیت کے سلسلے میں نرمی و آسانی کو اختیار کرنا اور سختی سے اجتناب کرنا کتنا ضروری ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ آقا علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی جانب بھیجا تو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، "نرمی کرنا، سختی نہ کرنا، خوشخبری سنانا، متنفر نہ کرنا، مل جل کر رہنا اور باہم اختلاف سے بچنا"۔ (بخاری، مسلم)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ رو، نرم مزاج رہتے تھے آپ بداخلاق نہ تھے اور نہ ہی سخت دل، نہ چلانے والے، نہ بدگوئی کرنے والے، نہ عیب ڈھونڈنے والے اور نہ ہی تنگی کرنے والے۔ (شمائل ترمذی) ایک بار کسی اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا صحابہ کرام اسے مارنے کے لئے بڑھے تو آپ نے فرمایا، اسے چھوڑ دو اور پانی کا ڈول لا کر بہا دو کیونکہ تم نرمی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے نہیں۔ (بخاری)

آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدگمانی سے بچو، جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اسے اچھا کر دیتی ہے اور جس چیز سے یہ نکل جاتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے"۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے، "جو نرمی سے محروم

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ہنیں فرماتے تھے۔ (ابوداؤد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک بار وعظ سناؤ اگر نہ مانو تو دو دفعہ اور اگر ضروری ہو تو تین بار، اس قرآن سے لوگوں کو اکتانہ دو، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ کوئی قوم اپنی کسی بات میں مشغول ہو اور تم وعظ شروع کر کے انکی بات کاٹ دو بلکہ تم خاموش رہو اور جب وہ خود عرض کریں تو اہنیں حدیث سناؤ"۔ (مشکوٰۃ)

داعی کو چاہیے کہ وہ مخاطب کی ذہنی کیفیت اور اس کے دین سمجھنے کی صلاحیت اور موقع محل کا خیال رکھتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی طرف بلائے اور اس سلسلے میں اسے ایسے محکم دلائل دے جس سے حق واضح ہو جائے اور اگر اس کے ذہن میں کوئی شک و شبہ ہو تو وہ دور ہو جائے۔ آپ کو یہ بھی چاہیے کہ سوز و گداز، خلوص اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ موثر انداز میں اس کے جذبات کو ابھاریں، آپ دنیا کی بے ثباتی، موت و آخرت کی فکر، جہنم کے عذاب اور جنت کی نعمتوں کے بارے میں اسطرح گفتگو کیجیے کہ مخاطب کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کا شوق اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے یہاں تک کہ وہ راہ حق پر چلنے ہی کو اپنی نجات کا ضامن سمجھنے لگ جائے۔ آپ کا انداز گفتگو ایسا دلنشین ہو کہ مخاطب آپ کے لہجے اور لفظوں میں وہ تڑپ محسوس کر سکے جو اس کی اصلاح کے لئے آپ کے دل میں موجزن ہے۔

اگر بالفرض مخاطب بحث پر آمادہ ہو تو حکم یہ ہے کہ آپ سخت کلامی اور طنزیہ گفتگو سے بالکل پرہیز کرتے ہوئے محض دین کی سربلندی اور رضائے الہیٰ کے لیے اس سے نرم لہجے اور شائستہ انداز میں بحث کیجیے تاکہ اسکے دل میں ضد، انا، نفرت اور تعصب کے جذبات نہ ابھریں بلکہ سادہ جملوں میں مناسب عقلی دلائل دیتے وقت آپکے دل میں یہی تڑپ اور آرزو ہو کہ کاش یہ شخص اپنے رب

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کیا گیا وہ بھلائی سے محروم کر دیا گیا"۔ (مسلم)

داعی کا کسی غافل گناہگار سے نفرت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ڈاکٹر اپنے مریض سے نفرت کرے اس لئے داعی کو چاہیے کہ وہ مدعو کے گناہ سے نفرت کرے نہ کہ گناہگار سے۔ داعیان حق کو نہ صرف اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی و شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے بلکہ گمراہوں کو بھی نرم لہجے اور ناصحانہ انداز میں راہ حق کی طرف بلانا چاہیے کیونکہ سختی اور شدت سے مخاطب کے دل میں ضد، انا اور عداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ آپ کی نہایت اچھی اور سچی بات کو بھی ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہی نصیحت فرمائی، "تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے"۔ (طٰہٰ: ۴۴، کنزالایمان)

یہ بات واضح ہے کہ نہ تو کوئی داعی کسی پیغمبر سے بہتر ہو سکتا ہے اور نہ ہی فرعون سے بڑھ کر کوئی مجرم ہو سکتا ہے اس کے باوجود جب ان جلیل القدر انبیاء کرام کو نرمی و مہربانی سے دعوت و نصیحت کی تاکید فرمائی گئی تو عام مبلغین کو عام نافرمانوں کے ساتھ ضرور نرمی کا سلوک کرنا چاہیے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، "قیامت کے دن مومن کے ترازو میں جو سب سے وزنی نیکی رکھی جائے گی وہ حسن اخلاق ہے اور اللہ تعالیٰ بداخلاق و فحش گو سے ناراض ہے"۔ (ترمذی)

ایک اور روایت میں ہے کہ بارگاہ نبوی میں سوال کیا گیا، بدبختی کیا ہے؟ ارشاد ہوا، "بداخلاقی"۔ (مشکوٰۃ)

بعض لوگ نرمی سے غلط مفہوم مراد لیتے ہیں اور وہ باطل سے مصالحت اور بیجا رواداری پر اتر آتے ہیں حالانکہ یہ فعل خلافِ شرع ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک صفت قرآن نے یہ بتائی ہے کہ وہ "کافروں پر سخت اور آپس

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

میں نرم ہیں"۔ (الفتح: ۲۹) تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ صحابہ کرام اس بات کا بھی لحاظ رکھتے تھے کہ انکا جسم کسی کافر سے نہ چھو جائے اور انکے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔

باطل سے مصالحت و دوستی اور بے جا رواداری سے ایمان برباد ہو جاتا ہے، غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنی اسرائیل میں پہلا زوال اسطرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی سے ملتا اور اسے کوئی برائی کرتے دیکھتا تو کہتا، "اللہ سے ڈر اور برائی نہ کر" لیکن اسکے نہ ماننے کے باوجود اس سے اپنی دوستی اور تعلق کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں قائم رکھتا، جب عام طور پر لوگ ایسا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انکے نیک لوگوں کے دلوں کو بھی نافرمانوں جیسا کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیات (المائدہ: ۷۸ تا ۸۱) تلاوت فرمائیں (جنکا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں پر کافروں سے دوستی کی وجہ سے پیغمبروں نے لعنت فرمائی) اور بڑی تاکید سے یہ حکم دیا کہ نیکی کا حکم دیتے رہو، اور برائی سے روکتے رہو اور ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اسے حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔ (ابوداؤد)

بنو امیہ کا گورنر مروان جب روضہ انور پر حاضر ہوا تو ایک شخص کو قبر انور سے چمٹا ہوا دیکھا، مروان نے اس کی گردن پکڑ کر کہا، اے شخص تجھے علم ہے تو کیا کر رہا ہے؟ یہ بزرگ شخص حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا، ہاں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں، اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا بلکہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں حاضر ہوں۔ اے مروان! جب متقی حاکم بنیں تو رونے کی ضرورت نہیں مگر جب نااہل لوگ والی بنیں تو رونا چاہیے۔ یہ سن کر مروان خاموشی سے چلا گیا۔ (وفاء الوفا) سچ ہے کہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

خلاصہ یہ ہے کہ عام لوگوں کے ساتھ ایک حد تک نرمی کا برتاؤ ضروری ہے مگر مخصوص حالات میں مناسب سختی کرنا بھی حسن اخلاق کے منافی نہیں۔

8۔ عفو و درگذر:

داعی کے اوصاف میں سے ایک اہم وصف یہ بھی ہے کہ وہ عفو و درگذر کا پیکر ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کسی نے حسن اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے سورۃ الاعراف کی آیت ۱۹۹ تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو"۔ پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا، "حسن اخلاق یہ ہے کہ تم قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرو، جو تمھیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو"۔ (مکاشفۃ القلوب)

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "تم ان سے چشم پوشی (یعنی درگذر) کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان سے ایسی بات کہو جو انکے دل میں اثر کر جائے"۔ (النساء: ۶۳) آقا علیہ السلام کو یہ حکم منافقوں کے بارے میں دیا گیا تھا، اس سے اندازہ لگائیے کہ دعوت و تبلیغ میں مخالفین کی بدتمیزی کو بھی درگذر کرنا چاہیے تو مسلمان زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں نرمی اور حسن اخلاق سے سمجھایا جائے۔ اس لئے ارشاد ہوا، "اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے"۔ (الذٰریٰت: ۵۵)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا، "اور چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگذر کریں"۔ (النور: ۲۲) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا لیکن آپ جب اللہ تعالیٰ کی متعین فرمائی ہوئی حدود کی بے حرمتی یعنی شرعی احکام کی خلاف ورزی دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کے لئے غصہ ہوتے اور اس کا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بدلہ لیتے ۔(بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک اعرابی نے آقا علیہ السلام کی چادر مبارک پکڑ کر آپ کو نہایت زور سے کھینچا، میں نے دیکھا کہ اس اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے آپ کی گردن مبارک پر چادر کے نشان پڑ گئے ہیں وہ بولا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دیجیے ۔آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیے اور اسے کچھ مال دینے کا حکم فرمایا ۔(بخاری) قرآن حکیم میں مومنوں کو یہی تعلیم دی گئی ہے کہ "برائی کو بھلائی سے ٹال، جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست" ۔(حٰم سجدہ: ۳۴، کنزالایمان)

یہ ایک اہم اصول ہے جسے اپنانے سے داعی کا تزکیہ نفس بھی ہوتا رہتا ہے اور آخر کار مخالف مداح بن جاتا ہے ۔امام غزالی فرماتے ہیں کہ شیخ ابو عثمان حیری کے سر پر کسی نے چھت پر سے بہت سی خاک ڈال دی آپ نے وہ خاک جھاڑی اور خدا کا شکر ادا کیا، کسی نے پوچھا، آپ کس بات کا شکر ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا، جو آگ میں ڈالے جانے کا مستحق ہو اگر اس کے سر پر صرف خاک ڈال دی جائے تو کیا یہ شکر کی بات نہیں؟ (کیمیائے سعادت) امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دوران گفتگو کسی نے کہہ دیا، خدا سے ڈرو! آپ کا چہرہ زرد پڑ گیا آپ نے سر جھکا لیا اور فرمایا، "خدا تمھیں جزا دے، جس وقت کسی کو علم پر ناز ہونے لگے اسوقت وہ محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اسے خدا یاد دلا دے" ۔(مناقب للموفق)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑے گناہوں میں سے ہے کہ جب کوئی کسی دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ تو اللہ سے ڈر، تو برائی کرنے والا جواب میں کہے، "تو خود کو سنبھال اور میری فکر چھوڑ" ۔(کیمیائے سعادت) ایسا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور ایسے وقت

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

میں انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی سنت رہی ہے کہ وہ درگذر فرماتے ہیں ۔ ایک طعنہ آمیز جملہ اکثر داعیان حق کو سننے کو ملتا ہے جو کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا،

"بولے، اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاھیں نہ کریں، ہاں جی تم ہی بڑے عقلمند نیک چلن ہو"۔ (ھود: ۸۷، کنزالایمان)

کم نصیبی سے ہمارے معاشرے میں بھی یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ "کسی کو نماز پڑھنی ہو تو اپنے لئے پڑھے ہمیں نصیحت نہ کرے"۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی سے غافل لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو نماز پڑھے گا وہ نماز کی برکتوں سے دوسرں کو بھی نیکی کی تلقین کرے گا اور پھر ہمارے برے کاموں پر ضرور تنقید کرے گا اس لئے وہ پہلے نماز کا اور پھر عقلمند و نیک ہونے کا طعنہ دیا کرتے ہیں داعی حق کے لئے یہ سب سے پہلی آزمائش ہوتی ہے پھر اسکے بعد اسکی ذات کو مزید طعنوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

ان حالات میں مناسب رد عمل یہی ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے الجھنے سے اعراض کیا جائے اور مومنوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے درگذر کرتے ہوئے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اور رحمان کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں (تواضع و وقار کے ساتھ) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام"۔ (الفرقان: ۶۳)

9۔ میانہ روی:

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "دین آسان ہے جو شدت کا رویہ اپنائے گا وہ مغلوب ہو جائے گا اس لئے سیدھی اور میانہ روی کی راہ اپناؤ اور خوشخبری حاصل کرو"۔ (بخاری، مسلم) جب زندگی کے کسی ایک پہلو میں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اعتدال سے تجاوز کیا جاتا ہے تو دوسرے پہلو ضرور متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح بہت سے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی بھی ہو جاتی ہے ۔ یہ روش اسلامی روح کے عین خلاف ہے جب آقا علیہ السلام کو یہ خبر دی گئی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عبادت میں ایسے محو رہتے ہیں کہ گھر والوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے تو آپ نے ان سے فرمایا، " ایسا نہ کرو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، قیام بھی کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے " ۔(بخاری)
اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ اہل خانہ کے حقوق ادا کرنے میں رب تعالیٰ کے حقوق کو فراموش کر دیا جائے یا مہمان گھر آئیں تو انکی خاطر داری میں نماز چھوڑ دی جائے ۔کیونکہ حدیث شریف میں ہے، " خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں " ۔(مشکوٰۃ) حاصلِ کلام یہ کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی ادا کیے جائیں ۔ ایک اور موقع پر آقا علیہ السلام نے فرمایا، " خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں، بیویوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں " ۔(بخاری، مسلم)
لوگوں کو دعوت حق دیتے ہوئے بھی داعی کو اعتدال کی راہ اپنانی چاہیے یعنی نہ تو خوف و عذاب کا ایسا ذکر کیا جائے کہ سننے والے رحمت الٰہی سے مایوس ہو جائیں اور اپنی اصلاح کو محال سمجھنے لگیں اور نہ ہی رحمت و مغفرت کا اس انداز میں ذکر ہو کہ لوگ گناہ پر دلیر ہو جائیں اور خوف خدا سے عاری ہو کر غیر ذمہ دار بن جائیں ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، " بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں کرتا اور نہ اس کی نافرمانی کے لئے انہیں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

چھوٹ دیتا ہے اور نہ ہی انہیں عذاب الٰہی سے بے خوف بناتا ہے"۔

10۔ تدریج:

دعوت و تربیت کے کام میں تدریج کا خیال رکھنا حکمت کا اہم جزو ہے نزول قرآن کے حوالے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری آیات بیک وقت نازل نہ فرمائیں بلکہ حسب ضرورت و حکمت انہیں بتدریج نازل فرمایا، اسی طرح داعی کو چاہیے کہ وہ نئے شخص کو تمام شرعی احکام ایک ساتھ نہ بتائے بلکہ پہلے صرف عقائد کی اصلاح کرے اور نماز کی تلقین کرے پھر دیگر فرائض و واجبات سکھائے اور حرام کاموں سے بچنے کی تاکید کرے، آغاز ہی فروعی معاملات کو زیر بحث نہ لائے۔

تدریج ایک فطری اور ضروری چیز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن عظیم میں شروع میں صرف وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے یہانتک کہ جب لوگ اسلام میں داخل ہوگئے تو حرام اور حلال کی آیات نازل ہوئیں، اگر پہلے ہی مرحلے میں شراب اور زنا کی حرمت کے احکام نازل ہو جاتے تو لوگ پکار اٹھتے کہ ہم شراب اور زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔(بخاری)

داعیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا، تم یہود و نصاری کو پہلے اس کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں جب وہ یہ مان لیں تو انہیں بتانا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو پھر بتانا کہ ان پر زکوۃ بھی فرض ہے جو انکے امراء سے لیکر غرباء کو دی جائے گی۔(بخاری)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پہلے لوگوں کو عقیدہ توحید و رسالت کی

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

تعلیم دی جائے پھر انہیں نماز کی دعوت دی جائے، جب وہ یہ مان لیں پھر انہیں زکوۃ سے آگاہ کیا جائے، یہ تدریج ہے۔ اب اگر کوئی داعی پہلے ہی دن مخاطب سے تمام فرائض و سنن ادا کرنے کا تقاضا کرے اور مکروہات سے بچنے کا عہد لینا چاہے تو یہ بات کس طرح مناسب ہو گی؟ انسان، حیوانات اور نباتات سب کے سب تدریجی مراحل سے گذر کر ہی اپنے کمال کو پہنچتے ہیں اس طرح ابتدائی جماعتوں کا نصاب پڑھ کر ہی طالب علم کالج جانے کے لائق ہوتا ہے پس داعیان حق کو ان درمیانی مراحل کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔

کسی بزرگ کے پاس ایک شخص بیعت ہونے آیا اور عرض گذار ہوا، میں افیون کھاتا ہوں اس شرط پر بیعت ہوں گا کہ آپ مجھے افیون کھانے سے نہیں روکیں گے۔ آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے مگر یہ وعدہ کرو جب افیون کھاؤ گے مجھے دکھا کر کھاؤ گے۔ وہ بیعت ہو گیا۔ پھر جب بھی وہ افیون کھانا چاہتا حاضر ہو جاتا آپ اس میں سے ایک چٹکی افیون کم کر لیتے، بتدریج آپ افیون کی مقدار کم کرتے چلے گئے اور آخر کار اس نے افیون چھوڑ دی، یہ ہے حکمت۔

اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے صرف ان نیکیوں کی تلقین کی جائے جو معروف اور عام فہم ہیں یعنی نماز کی طرف راغب کیا جائے پھر نماز کے مسائل سکھائے جائیں اور دینی عقائد سیکھنے کی اہمیت بیان کی جائے پھر ذہنی طور پر آمادہ کر کے مزید تعلیم دی جائے یعنی بتدریج فرائض و واجبات کی طرف راغب کیا جائے اور اسی طرح ایک ایک کر کے برائیوں کو دور کیا جائے۔

11۔ صبر و استقلال:

داعیان حق کا سب سے اہم وصف صبر و استقامت ہے جیسے سورۃ العصر میں نقصان سے بچنے کی ایک شرط قرار دیا گیا ہے۔ داعیان حق پر لازم ہے کہ راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور تکالیف پر نہ صرف وہ خود صبر کے پیکر بن

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جائیں بلکہ دوسرے داعیان حق کو بھی صبر کی وصیت کرتے رہیں اور انکے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہ آئے۔

راہ حق میں مصائب و مشکلات کا پیش آنا اور طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا ہونا ایک فطری عمل ہے کیونکہ جب حق کا کلمہ بلند کیا جاتا ہے تو باطل کو ضرور تکلیف ہوتی ہے اسلیے جب بھی نیکی کی دعوت دی جائے گی شیطانی قوتیں فوراً مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی راہ حق میں بیشمار اذیتیں دی گئیں، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر وہ حالات نہیں گزرے جو تم سے پہلے لوگوں پر گزرے ہیں، پہنچی انہیں سختی اور مصیبت، اور وہ لرز اٹھے یہانتک کہ کہہ اٹھا رسول اور اسکے ساتھ کے ایمان والے، کب آئے گی اللہ کی مدد؟ سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے"۔(البقرہ: ۲۱۴)

تمام داعیان حق سے زیادہ مصائب وتکالیف آقا علیہ السلام نے برداشت کیں، آپکا ارشاد گرامی ہے، "اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ اتنا کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا اور جس قدر مجھ کو اذیتیں دی گئیں اتنی کسی اور کو اذیتیں نہیں پہنچیں، ایک مرتبہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال (رضی اللہ عنہ) کے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ایسی نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اسکے جو بلال کی بغل میں تھا"۔(شمائل ترمذی)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور آزماتا ہے کیونکہ آزمائش کے مراحل سے گزر کر ہی ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور انکے ایمانی دعوے کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے، ارشاد ہوا، "کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی سی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں، ہم ایمان لائے، اور انکی آزمائش نہ ہو گی؟"۔(العنکبوت:

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۲) دوسری جگہ فرمایا، "کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور صبر والوں کی آزمائش نہ کی "۔ (آل عمران: ۱۴۲) ایک اور جگہ ارشاد ہوا، "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ جانوں اور مالوں اور پھلوں کی کمی سے "۔ (البقرہ: ۱۵۵، کنزالایمان)

خزائن العرفان میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، خوف سے مراد اللہ کا ڈر، بھوک سے مراد رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعے موتیں ہونا اور پھلوں کی کمی سے مراد اولاد کی موت ہے۔ صدرالافاضل نے مومنوں کو قبل از وقت آزمائشوں کی خبر دینے میں حکمتیں یہ بیان فرمائی ہیں کہ اس سے آدمی کو مصیبت کے وقت صبر آسان ہو جاتا ہے اور یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا و مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اسکی طرف رغبت ہو۔ ایک حکمت یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبلِ وقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آزمائشوں کی خبر سے منافقوں کے قدم اکھڑ جائیں اور مومن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی استقامت:

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے راہ حق میں سخت ترین تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کو زنجیروں سے باندھ کر کوڑے مارے جاتے پھر اگلے دن تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر انکے سینے پر بڑے وزنی پتھر رکھ دے جاتے تاکہ اذیت اور تکلیف کی وجہ سے اسلام سے پھر جائیں یا تڑپ تڑپ کر جان دے دیں لیکن بلال رضی اللہ عنہ کا عشق تھا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کہ ان آزمائشوں سے مزید نکھر تا رہا اور پھر ایک وقت آیا کہ آپ دربار رسالت کے مؤذن اور آقا علیہ السلام کے خادم خاص بن گئے۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زنجیر پہنا کر دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور کبھی پشت کے بل گرم ریت پر لٹا دیا جاتا جس سے جسم کا گوشت گل جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے دور خلافت میں آپ سے ان تکالیف کے بارے میں پوچھا تو آپ نے قمیض ہٹا کر پشت سامنے کر دی، دیکھا کہ برائے نام گوشت باقی ہے۔ پوچھنے پر عرض کی، مجھے آگ کے انگاروں پر لٹا کر گھسیٹا گیا یہانتک کہ میری پشت کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھی۔ (اسدالغابہ)

آپ ہی سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، آپ ہمارے لیے مدد کی دعا کیوں نہیں فرماتے؟ ارشاد فرمایا، تم سے پہلے ایسے ایمان والے گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کو گڑھا کھود کر اسمیں دبا دیا جاتا پھر ایک آرا لا کر انکے سروں پر چلایا جاتا اور انکے دو ٹکڑے کر دیے جاتے، بعض کے جسم پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں تک پہنچ جاتیں لیکن ان تمام اذیتوں کے باوجود وہ دین حق سے روگردانی نہ کرتے۔ خدا کی قسم! دین اسلام غالب ہو کر رہے گا یہانتک کہ ایک سوار صنعاء (یمن) سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا لیکن تم جلد بازی کر رہے ہو۔ (بخاری)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا خوف خدا دیکھیے کہ جب مسلمانوں کو پے در پے فتوحات ہونے لگیں تو آپ رویا کرتے کہ کہیں ہماری تکالیف کا بدلہ دنیا ہی میں تو نہیں مل رہا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور انکے والدین کو بھی اسلام کی وجہ سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں آپکی والدہ کی شرمگاہ میں ابوجہل مردود نے نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا یہ اسلام میں پہلی شہادت تھی۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا دعویٰ تو آسان ہے مگر اسے ثابت کرنا اور پھر آسانی اور مصیبت یعنی ہر حالت میں اس پر قائم رہنا بہت مشکل ہے۔ سچی محبت تو وہی ہے جو شدید مصیبت اور پریشانی میں بھی قائم رہے۔ سیدنا حمزہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے قبول اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت اصرار کر کے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ لے گئے اور وہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا پہلا خطبہ دیا، خطبہ سنتے ہی کفار حملہ آور ہو گئے اور آپکو مار مار کر لہو لہان کر دیا آپکا تمام چہرہ اقدس خون سے بھر گیا اور آپ بیہوش ہو گئے۔ شام کو ہوش آیا تو زبان پر پہلا جملہ یہ تھا، کیا آقا علیہ السلام خیریت سے ہیں؟ والدہ کچھ کھلانا چاہتی تھیں لیکن آپ نے قسم کھائی کہ میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک اپنے آقا علیہ السلام کو دیکھ نہ لوں گا۔ پھر جب رات گئے دارِ اَرقم جا کر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو سکون ملا۔ عشق ہو تو ایسا ہو، اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ نے خوب فرمایا،

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جسکو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھائے کیوں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

باب سوم

دعوت اور تنظیم:

جب تنظیم کی بات کی جاتی ہے تو فوراً ہی نظم وضبط اور اصول وضوابط کا تصور ذہن میں آجاتا ہے۔ ایک مضبوط تنظیم اسی وقت قائم ہوتی ہے جب اہل حق ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر محبت وایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے محض رضائے الہٰی اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سربلندی کے لئے اپنے قلوب واذہان کا اتحاد کرلیتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان، اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (یعنی جدا جدا نہ ہو جانا)، اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں (عداوت اور) بیر تھا اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہوگئے، اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچالیا، اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ"۔ (آل عمران: ۱۰۲، ۱۰۳، کنزالایمان)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ "مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہوا کہ قرآن پاک حَبْلُ اللہ (یعنی اللہ کی رسی) ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے اور فرمایا، تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ حبل اللہ ہے جسکو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے"۔ سورۃ الانفال کی آیت ۶۳ میں ارشاد ہوا، "اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے انکے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیے"۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

گویا مومنوں کا باہمی تعلق اخوت و محبت کا تعلق ہے اسی لئے سورۃ الحجرات میں مومنوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے جبکہ کافروں کے باہمی تعلق کے بارے میں ارشاد ہوا، "اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں، ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا" ۔ (الانفال: ۷۳، کنزالایمان)

اس کی تفسیر میں ہے کہ "اگر مسلمانوں میں باہم تعاون و تناصر نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو کر ایک قوت نہ بن جائیں تو کفار قوی ہونگے اور مسلمان ضعیف، اور یہ بڑا فتنہ و فساد ہے" ۔ (خزائن العرفان)

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ دعوت کا کام انفرادی طور پر بھی کیا جا سکتا ہے مگر اجتماعی طور پر نظم و ضبط کے ساتھ اس کام کو کرنے میں کئی حکمتیں ہیں نیز دعوت و تبلیغ کے لئے اتحاد و تنظیم کی بنیاد ایمان ہے اور اس بنیاد پر تنظیم کی مضبوط عمارت اسی وقت قائم ہو سکتی ہے جب ایمان والے ایمان کی لذت کو محسوس کرنے لگیں۔ غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے،

"جس میں تین اوصاف ہونگے وہ ایمان کی لذت پائے گا، اول یہ کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام ماسوا سے زیادہ ہو، دوم یہ کہ جس سے بھی اسے محبت ہو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو، سوم یہ کہ ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اسے ایسی نفرت ہو جیسی آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے" ۔ (بخاری، مسلم)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب مومن کے دل میں دنیا کی ہر شے سے زیادہ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی تو وہ ہر کام کرنے سے پہلے انکی رضا کے بارے میں ضرور سوچے گا کہ آیا یہ کام کرنے سے وہ ناراض تو نہ ہو جائیں گے اس طرح وہ سچی محبت کے باعث نہ صرف اللہ عزوجل اور آقا و مولیٰ علیہ السلام کی نافرمانی سے محفوظ رہے گا بلکہ اسلام کا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

سپاہی بن کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے اپنی ذمہ داری پوری دیانت سے ادا کرنے کے لئے کوشاں رہے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اور انکے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے"۔(الفتح: ۲۹، کنزالایمان)

جب مومنوں کے نظریات و اوصاف باہم مشترک ہیں اور وہ ہر باطل سے تعلق توڑ کر صرف ایک اللہ عزوجل کی بندگی اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں تو انکے ایک دوسرے سے تعاون، محبت اور اخوت کا رشتہ قائم ہونے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی اس طرح ایک مضبوط تنظیم وجود میں آتی ہے بشرطیکہ ایمان والے ایک دوسرے سے ذاتی و دنیاوی مفادات کا تعلق نہ رکھیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی محبت و اخوت کا تعلق قائم رکھیں۔

تیسرا وصف جو مذکورہ حدیث پاک میں بیان ہوا اس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب سب مومن کفر سے اور گمراہی سے نفرت کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ مشترکہ دشمن کے مقابلے کے لئے ایک دوسرے کا سہارا بننے پر اور باہم اتحاد پر آمادہ نہیں ہوتے؟ حکم الٰہی ہے، "اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر اور باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔(المائدہ: ۲، کنزالایمان)

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

ذیل میں بعض اوصاف بیان کیے جا رہے ہیں جن کا پایا جانا کسی تنظیم کی بقا اور اس کے نظم و ضبط کے درجہ کمال پر ہونے کی ضمانت ہوتا ہے۔ کاغذوں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

میں تنظیم تشکیل دینا بے حد آسان کام ہے مگر استقلال و استقامت کے ساتھ تمام مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے منزل کی سمت بڑھتے چلے جانا تنظیم کا اصل مقصود ہوتا ہے۔ بقول اقبال،

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دَم ہے اگر تُو، تو نہیں خطرہء افتاد

۱۔ اطاعتِ امیر:

تنظیم کے کارکنوں میں نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک شخص کو وہ اپنا امیر بنالیں اور سب اس کی اطاعت کریں جیسا کہ مسلمان پانچ وقت ایک امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اگر تین شخص سفر میں ہوں تو انہیں چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنالیں "۔(ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث پاک میں اس امیر کو قوم کا خادم فرمایا ہے یعنی لوگوں کو چاہیے کہ امیر کی اطاعت کریں اور امیر کو چاہیے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنے کے بجائے انکا خادم تصور کرے اور انکی خیر خواہی کے کام کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد داعیان حق کے لئے مشعل راہ ہونا چاہیے، خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے وقت آپ نے فرمایا، " اللہ سے ڈرو، مجھ سے درگذر کرکے میرا ساتھ دو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں میری مدد کرو اور تمہاری جو خدمات اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد کی ہیں انکے متعلق مجھے نصیحت کرو"۔

امیر کی اطاعت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اگر تم پر کوئی ناقص الاعضاء غلام بھی حاکم بنادیا جائے جو تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو"۔ (مسلم)

تنظیم کا امیر اسے منتخب کیا جائے جو پرہیزگاری اور علم و دانائی میں سب سے زیادہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے"۔ (الحجرات: ۱۳)

جب تک کسی تنظیم کے کارکن اپنے امیر کی اطاعت خلوص دل کے ساتھ نہیں کریں گے وہ تنظیم نظم و ضبط کے فقدان اور انتشار کا شکار رہے گی۔ مومنوں کو تنظیم کے ڈسپلن کی پابندی دینی فریضہ سمجھ کر کرنی چاھیے، قرآن کریم میں ارشاد ہوا، "ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں، وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں"۔ (النور: ٦٢، کنز الایمان) اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے ایمان کی گواہی دی گئی ہے جو نظم و ضبط کے پابند ہوں اور کسی ڈیوٹی سے اس وقت ہٹیں جب اپنے امیر سے اجازت حاصل کر لیں۔

آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "مسلمانوں کو اپنے امیر کی بات سننی اور ماننی ضروری ہے چاھے وہ حکم انکی طبیعت کے لئے خوشگوار ہو یا ناپسندیدہ، بشرطیکہ وہ خدا کی نافرمانی کی بات نہ ہو، ہاں جب نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بات نہ سننی چاھیے اور نہ ہی ماننی چاھیے"۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی کہ ہم ہر بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ خوشی ہو یا غمی، اور حاکم سے حکومت کے لئے نہیں لڑیں گے اور حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے خواہ ہم کسی جگہ بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے"۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

(بخاری)

اطاعت امیر کی ایک مثال یہ ہے کہ امام کی غلطی پر مقتدی بھی سجدہ سہو کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر کی اطاعت شرعی امور میں لازم ہے خواہ اس کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا، لوگو! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے دروازے پر تھے وہیں بیٹھ گئے۔(ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا تو میں بھی انکے ساتھ تھا جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو انہوں نے حکم دیا، اللہ تعالیٰ کا نام لیکر پانی میں اتر جاؤ، ہم نے انکی اطاعت کی تو ہم نے دریا یوں عبور کیا کہ اونٹوں کے تلوے بھی پانی سے تر نہ ہوئے۔ اسی طرح مدائن کی طرف لشکر کشی کے دن مسلمانوں نے اپنے امیر سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں اپنے گھوڑے دریائے دجلہ میں ڈال دیے اور اسے باآسانی عبور کر لیا۔(دلائل النبوۃ) یہ سب امیر پر غیر متزلزل اعتقاد کا ثبوت ہے اور اسی میں برکت ہے۔

2۔ رضائے الٰہی:

داعی کے پیش نظر ہر کام میں رضائے الٰہی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ داعی نہ تو کسی عہدے کا طالب ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے غلط کام کو صحیح کہنے پر مصر رہتا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوئی لیکن انہوں نے تواضع و انکساری کا عالیشان مظاہرہ فرمایا اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی بھول کو ظلم قرار دیتے ہوئے دعا فرمائی جبکہ ابلیس نے رب تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کیا اور پھر بھونڈی تاویلوں کے ذریعے اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کی بیہودہ کوشش

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کی۔ اس معروف واقعہ کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ بھول یا غلطی ہو جانے کی صورت میں فوراً اصلاح کر لینا اور دعائے مغفرت کرنا محبوبانِ خدا کا طریقہ ہے جبکہ بڑے بڑے جرم کر کے بھی لغو تاویلات کے ذریعے انہیں صحیح ثابت کرنے کی احمقانہ کوشش کرنا ابلیسِ لعین کا طریقہ ہے ایک مثالی کارکن وہی ہوتا ہے جو اپنی کسی بھی غلطی کو انا کا مسئلہ نہ بنائے بلکہ رضائے الٰہی کی خاطر ہر لمحہ وہ اپنی اصلاح کے لئے تیار رہے۔

- سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مہر کی رقم زیادہ کرنے پر تنبیہ فرمائی تو ایک صحابیہ نے کہا، آپ کو یہ اختیار کس نے دیا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قدغن نہ لگائی، آپ نے فرمایا، اس عورت نے صحیح بات کہی اور بے شک مرد نے خطا کی۔ آپ اس تنقید پر بالکل ناراض نہ ہوئے کیونکہ رضائے الٰہی مقصود تھی۔ اسی طرح خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اس سے ہٹ کر کوئی کام کروں تو تم کیا کرو گے؟ ایک صحابی نے کہا، ہم آپ کو سیدھا کر دیں گے جیسا تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو امیر کو بھی خلاف شرع بات پر ٹوک سکتے ہیں۔ اسلامی تنظیم کے امیر و دیگر عہدیداران میں بھی ایسا ہی جذبہ اور حوصلہ ہونا چاہیے۔

- بعض اوقات کسی حکمت کے تحت جونیئر کارکنوں کو کوئی اہم ذمہ داری دی جاتی ہے اس پر سینئر ساتھیوں کو برا نہیں ماننا چاہیے۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسا اوقات کم تجربہ کار صحابہ کرام کو ذمہ داریاں دیں اور اس پر اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اعتراض نہ کیا بلکہ انکے شانہ بشانہ ساتھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین جنگ کے موقع پر عظیم جرنیل حضرت خالد

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلامی فوج کی سپہ سالاری کے اعلیٰ عہدے سے معزول کر دیا، وہ نہ تو ناراض ہوئے اور نہ اسے انا کا مسئلہ بنایا اور نہ ہی کوئی بہانہ کر کے گھر بیٹھے بلکہ ایک سپاہی کی حیثیت سے جنگیں لڑتے رہے۔

یہ ان حضرات کے لئے درخشاں مثال ہے جو کسی تنظیمی عہدے کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور اگر وہ عہدہ انکے بجائے کسی اور کو دے دیا جائے تو یا تو وہ ناراض ہو کر گھر بیٹھ جائیں گے اور یا پھر اپنے ہم خیال لوگوں پر مشتمل ایک علیحدہ گروپ قائم کر لیں گے تاکہ ان کی نمایاں حیثیت برقرار رہے۔ یہ منفی طرز عمل ہے جبکہ اسلامی فکر یہ ہے کہ ہمارے پیش نظر عہدے ہنیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہونی چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہما کو خواب میں اذان کے کلمات سکھائے گئے، آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے خواب کی تصدیق فرمائی اور ارشاد فرمایا، "تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں سیکھے ہیں وہ اہنیں بتاتے جاؤ تاکہ وہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں"۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما یہ سوچ سکتے تھے کہ چونکہ اذان کی بشارت مجھے ہوئی ہے اس لئے اذان کا حق میرا ہے مگر انہوں نے اس لئے اس محرومی کو قبول کیا کہ اذان کا مقصد اعلان ہے اور بلال رضی اللہ عنہ اونچی آواز والے ہیں۔ گویا کسی تنظیم کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ کم اہلیت والے لوگ اپنے سے زیادہ اہلیت والے لوگوں کے حق میں رضائے الٰہی کے لئے اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں۔

اگر تنظیم کے کارکنوں کے ذہنوں میں رضائے الٰہی کا جذبہ راسخ ہو جائے اور ان کی نیتوں میں اخلاص غلبہ پالے تو پھر کارکنوں اور عہدیداران کے مابین کسی بھی اختلاف کی صورت میں تنظیم سے ناراضگی یا علیحدگی کا تصور ختم ہو جائے گا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اور کسی سے ناراضگی کی صورت میں گروپ بندی کرنے کے بجائے کارکن صلح وصفائی کو ترجیح دیں گے نیز کسی ساتھی کی تنقید برداشت کرنے میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔

3۔ اخوت و محبت:

تنظیم سے وابستہ افراد کا باہمی تعلق اخوت و محبت کا مظہر ہونا چاہیے ۔ رحیم و کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ "تم اس وقت تک مومن نہ ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ رکھو گے" ۔ (مسلم) مومن کی دوسرے ایمان والوں سے محبت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہوتی ہے ۔ حدیث پاک میں اسے تکمیل ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے ۔ ارشاد گرامی ہے "جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی کرے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے روکے اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا" ۔ (ابوداؤد)

یہ امر حقیقت ہے کہ انسان کے دوست اور دشمن اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ اسی لئے ایمان کی تکمیل کے لئے دوستی اور دشمنی کی بنیاد رضائے الٰہی پر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، ایمان کی کون سی گرہ سب سے زیادہ مضبوط ہے ؟ عرض کی، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوستی اور اسی کی راہ میں محبت و عداوت ۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہوا، "انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے پس ہر کوئی یہ دیکھ لے وہ کس سے محبت کرتا ہے" ۔ (ترمذی) ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا، " اچھے اور برے دوست کی مثال عطر والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے ۔ عطر والا تمھیں کچھ ہدیہ دے گا یا تم اس سے عطر خریدو گے یا اس کے پاس سے عطر کی خوشبو سونگھو گے جبکہ بھٹی والا تمھارے کپڑے جلا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

دے گا، یا تم اس سے دھواں اور بدبو پاؤ گے"۔ (بخاری، مسلم)

ہر کسی کے کچھ نہ کچھ دوست ہوتے ہیں، اسلامی تنظیم کا مثالی کارکن وہی ہوتا ہے جو رضائے الہیٰ کے لئے اپنے احباب سے محبت اور دوستی رکھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "مومن سراپا محبت والفت ہوتا ہے اس شخص کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرے اور نہ دوسرے اس سے محبت کریں"۔ (بیہقی) آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ان میں سے ہر کوئی یہ محسوس کرتا کہ آپ سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں۔

آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ جس شخص کی بہتری چاہتا ہے اس کو نیک دوست عطا فرماتا ہے کہ اگر یہ یاد الہیٰ سے غافل ہو تو وہ یاد دلادے اور اگر یہ یاد کرنے والا ہو تو وہ اس کی مزید مدد کرے"۔ (احیاء العلوم) اسی لئے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، "ہمارے دوست ہمیں ہمارے بیوی بچوں سے زیادہ عزیز ہیں کیونکہ یہ ہمیں دین کی یاد دلاتے ہیں اور بیوی بچوں کے سبب ہم دنیا میں مبتلا ہو جاتے ہیں"۔ (کیمیائے سعادت)

آپ تنظیم کے کارکنوں کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت کیجیے، آپ اللہ عزوجل اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بن جائیں گے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے، میری محبت ان لوگوں کے لئے لازم ہو گئی جو میرے لئے محبت کرتے ہیں اور میرے لئے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ) اگر ایک غلام کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہو جائے تو اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے والوں کو قیامت کے دن رحمت الہیٰ کا سایہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بھی نصیب ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، رب تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، "کہاں ہیں میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے! آج میں انھیں اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ اس کے سوا اور کوئی سایہ نہیں"۔ (مسلم) ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ انکے چہرے نور ہونگے اور وہ نور کے منبر پر ہونگے، جب لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے اور جب لوگ غمگین ہونگے تو یہ غمگین نہ ہونگے پھر ایک آیت تلاوت فرمائی، (جسکا ترجمہ یہ ہے) "خبردار رہو! بے شک اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم"۔ (ابوداؤد)

امام غزالی نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا یہ قول تحریر فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبت کرنے والے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں تو انکے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے خزاں میں درخت کے پتے سوکھ کر گر جاتے ہیں"۔ (احیاء العلوم)

4۔ ایثار و قربانی:

جب تنظیم سے وابستہ فرد کسی دوسرے کو اپنی ذات پر ترجیح دے کر اپنی ضرورت کی چیز اسے دے دیتا ہے تو یہ جذبہ ایثار کہلاتا ہے۔ کسی تنظیم کے کارکنوں میں اس وصف کا پایا جانا انکے کمال ایمان کی دلیل ہے۔ مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد انصار نے اپنی مالی تنگی کے باوجود دل کھول کر اپنے مہاجر بھائیوں کی مدد کی، انھیں اپنی زمینوں اور باغوں میں حصہ دار بنا دیا، تاریخ میں ایسے ایثار کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

قرآن کریم نے انکے اس جذبہ کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ہوا، "اپنی جانوں پر

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو شدید محتاجی ہو" ۔(الحشر: ۹) اس کی تفسیر میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک صحابی کسی مہمان کو اپنے گھر لے گئے، کھانا بہت کم ہونے کی وجہ سے انکی اہلیہ نے بچوں کو بھوکا سلا دیا پھر چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دیا اور پھر اندھیرے میں وہ یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں اور اس طرح مہمان نے کھانا کھا لیا اللہ تعالیٰ نے انکے ایثار کی تعریف فرمائی ۔(خزائن العرفان)

صحابہ کرام میں سے کسی نے اپنے دوست کے گھر بکرے کی سری بھیجی انہوں نے یہ سوچ کر کہ فلاں حاجت مند ہے اس کے گھر بھیج دی ۔ اس نے بھی یہی سوچا اور کسی دوسرے صحابی کے گھر بھیج دی یہاں تک کہ وہ مختلف گھروں سے ہوتی ہوئی اسی پہلے صحابی کے گھر پہنچ گئی (رضی اللہ عنہم) ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دینی دوست پر بیس درہم خرچ کرنا فقراء پر سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے ۔ یعنی دوستوں کے کچھ حقوق ہوتے ہیں جن میں سب سے اہم ایثار ہے اپنے ساتھی کو بہتر چیز دینا بھی ایثار ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار جنگل سے دو مسواکیں کاٹیں جن میں سے ایک سیدھی تھی اور ایک ٹیڑھی ۔آپ نے سیدھی مسواک اپنے ساتھی صحابی کو عطا فرمائی ۔ انہوں نے عرض کی، آپ سیدھی مسواک اپنے لئے رکھ لیجئے ۔ فرمایا، جو شخص کسی سے ایک پل بھی صحبت و رفاقت رکھتا ہے قیامت کے دن اس سے سوال ہو گا کہ صحبت کا حق ادا کیا یا نہیں ؟ امام غزالی رحمہ اللہ نے صحبت کے حق سے ایثار مراد لیا ہے ۔(کیمیائے سعادت)

رضائے الٰہی اور دین کی سربلندی کے لئے آپ کو باہم ایثار کرنا چاہیے اور قربانی دینی چاہیے خواہ مال کی ہو یا وقت کی ، کیونکہ کوئی تنظیم بھی ان دونوں قربانیوں کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتی ۔ قرآن حکیم نے مومنوں کی یہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

صفت بار بار بیان کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۵ میں ارشاد ہوا، "ہے کوئی جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے"۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے رزق میں وسعت کا وعدہ فرمایا ہے۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "اے ابن آدم تو میری راہ میں خرچ کر، میں تجھ کو عطا کروں گا"۔ (بخاری، مسلم)

ایک حدیث پاک میں یہ بھی فرمایا گیا، "بندہ کہتا ہے، میرا مال میرا مال حالانکہ اس کے مال صرف تین ہیں وہ جو کھا کر ختم کردے یا وہ جو پہن کر گلا دے یا وہ جو راہ خدا میں خرچ کرے اور آخرت کے لئے جمع کرلے۔ جو مال انکے علاوہ ہے وہ بندہ دنیا سے چلا جائے گا اور اسے لوگوں کے لئے چھوڑ جائے گا"۔ (مسلم) اب آپ یہ فیصلہ کرلیجئے کہ ہر ماہ پابندی سے ایک معقول رقم راہ خدا میں خرچ کے لئے اپنی تنظیم میں جمع کرائیں گے اور دوسرں کو بھی راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دیں گے۔

مال اور وقت سب کے لئے اہم ہوتا ہے اور قیمتی بھی اور راہ حق میں ان دونوں کی قربانی درکار ہوتی ہے اس لئے ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور جو کچھ تم خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے"۔ (آل عمران: ۹۲، کنزالایمان) راہ خدا میں وقت کی قربانی کی فضیلت آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے ارشاد ہوا، "اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیر صبح یا شام کو نکلنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے افضل ہے"۔ (بخاری)

دعوت حق کے کارکنوں کو صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ جان و مال اور وقت کے مسلسل ایثار سے ثابت کرنا ہے کہ وہ ایسی منافقت سے نفرت کرتے ہیں

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جس میں انسان صبح سے شام تک اپنے دنیاوی معاملات میں خرچ کرتا رہے تو اسے کوئی پریشانی نہیں ہوتی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع آتا ہے تو وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ غریب ہے، مہنگائی کی وجہ سے اسکے گھر کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح بیکار گھومنے پھرنے، دوستوں کے ساتھ گپ شپ کرنے اور ٹی وی دیکھنے کے لئے انسان کے پاس وقت کی کمی نہ ہو مگر نماز پڑھنے دین سیکھنے کے لئے اور اسلامی کتب وکیسٹ پڑھنے اور سننے کے لئے وہ یہ غلط عذر پیش کرے کہ وقت بالکل نہیں ملتا آج کل بہت مصروفیت ہے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے

5۔ خیر خواہی:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دین سراسر خیر خواہی ہے۔ہم نے عرض کی، کس کی خیر خواہی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام مسلمانوں کی۔(مسلم) خیر خواہی کا ایک مفہوم مخلصانہ وفاداری کرنا بھی ہے اور ایک مفہوم بھلائی چاہنا بھی۔ تنظیمی کارکنوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دینی ساتھیوں کی خیر خواہی کریں اور سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ وہ انکی دنیا وآخرت کی بھلائی کے لئے کوشاں رہیں۔

خیر خواہی کا معیار حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو کیونکہ کوئی بھی اپنا برا نہیں چاہتا۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے"۔(بخاری، مسلم) خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اگر کسی دینی ساتھی کو مالی مدد کی ضرورت ہو یا کوئی اور حاجت

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

درپیش ہو تو اس کا مسئلہ حل کرنے کی پوری کوشش کی جائے ۔ فرمان نبوی ہے، "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے" ۔(ترمذی)

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا اجر وثواب دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے" ۔(طبرانی)

آقا علیہ السلام کا ایک اور ارشاد گرامی ہے، "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا" ۔(بخاری، مسلم)

اگر کسی دینی ساتھی کی غیبت وعیب جوئی کی جارہی ہو تو اسے روک دینا بھی خیر خواہی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا، جو کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی نہ ہونے دے (یا اسکا جواب دے) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے " ۔(بیہقی) ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے، "جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اسے روکنے پر قدرت رکھتا ہو پھر وہ اپنے بھائی کی مدد کرے (غیبت نہ ہونے دے) تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائے گا لیکن اگر قدرت کے باوجود وہ اسکی مدد نہ کرے تو اس جرم پر اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں پکڑ لے گا" ۔(مشکوٰۃ)

مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو خاص طور پر نصیحت فرمایا کرتے تھے، آپ کا فرمانِ ذی شان ہے، "مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جب اس سے ملو تو سلام کرو، جب وہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

دعوت دے قبول کرو، جب تم سے خیر خواہی چاہے تو خیر خواہی کرو، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جواب دو، جب بیمار ہو تو عیادت کرو اور جب اس کا انتقال ہو تو جنازے میں جاؤ" ۔(مسلم) آقا علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک بھی اپنا راہنما بنائیے ۔ ارشاد ہوا، جس نے میرے کسی امتی کی (جائز) حاجت پوری کی اس کی خوشی کے لئے تو اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا" ۔(مشکوٰۃ)

6- باہمی تعلقات:

تنظیم سے وابستہ افراد کو ایک جسم کی مثل ہونا چاہیے کارکنوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کو پیش نظر رکھیے ۔ ارشاد ہوا، "تم مومنوں کو رحمدلی، باہم محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ جب ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے جسم کے اعضاء بے خوابی اور بخار کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں" ۔(بخاری، مسلم) یعنی جس طرح جسم کا ایک عضو بیمار ہو تو سارے اعضاء اس کی تکلیف میں بیقرار ہو جاتے ہیں اسی طرح جب کوئی مسلمان بھائی تکلیف میں ہو تو اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ وہ اس کی تکلیف اور پریشانی کو محسوس کریں اور اسے دور کرنے کی پوری کوشش کریں ۔

مومنوں کے باہمی تعلق کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مثال کے ذریعے یوں بیان فرمایا، ارشاد ہوا، "سارے مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ دکھے تو سارا جسم بیمار ہو جائے اور اس کے سر میں درد ہو تو بھی سارا جسم بیمار ہو جائے" ۔(مسلم)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

غور فرمائیے کہ جب عام مسلمانوں کی مثال ایک جسم سے دی گئی اور انہیں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے والا فرمایا گیا تو جو غلبہ حق اور دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے کے لئے ایک تنظیم کا جزو بن گئے ہوں اور انہوں نے راہ حق میں جدو جہد کرنے کا عہد بھی کیا ہو، انکا باہمی تعلق تو یقیناً زیادہ مضبوط و مستحکم ہونا چاہیے اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک دوسرے کا احترام نہ کریں، ایک دوسرے کی غیبت، چغلی اور عیب جوئی کریں اور باہم لڑنے جھگڑنے میں مصروف رہیں۔

کسی بھی تنظیم کی مضبوطی کے لئے اشد ضروری ہے کہ اس کے کارکن ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کی دل آزاری نہ کریں، مذاق نہ اڑائیں، غیبت اور عیب جوئی نہ کریں، بدگمانی نہ کریں، نہ تو کسی کو حقیر جانیں اور نہ ہی کسی سے حسد کریں۔ مذکورہ تمام ہلاک کرنے والے گناہوں کے بارے میں آقا علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ سے راہنمائی حاصل کرنے کے لئے فقیر کی کتاب "ضیاء الحدیث" کا مطالعہ فرمائیں حقیقت یہ ہے کہ جب تک اسلام کے بتائے ہوئے ان سنہری اصولوں پر عمل نہیں کیا جائے گا، تنظیم کا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی تربیت میں ان امور کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ سفر میں تھے رات کو ایک جگہ قافلے نے پڑاؤ کیا۔ ایک شخص نے دوسرے کی رسی اٹھالی اور اسے پریشان کیا، آپ نے فرمایا، کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو مذاق میں بھی پریشان کرے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، "تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جس سے بھلائی کی امید کی جائے اور اس کے شر سے لوگ امن میں ہوں اور تم میں سے برا شخص وہ ہے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جس سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور اس کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں"۔ (ترمذی)

داعیان حق کے باہمی تعلقات کے حوالے سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذہن نشین رہنا چاھیے، ارشاد ہوا، "کسی مسلمان کو جائز ہنیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوتاً چھوڑ رکھے اگر تین دن گزر جائیں تو اسکو چاھیے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو مصالحت کے ثواب میں دونوں شریک ہونگے اور اگر وہ سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گناہگار ہوگا اور سلام کرنے والا ترک تعلقات کے گناہ سے بری ہو جائے گا"۔(ابوداؤد)

7۔ نرمی و درگذر:

نرمی اور عفو درگذر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیتی طریقہ کار کا اہم ترین رکن ہے۔ اگر آپ اپنی دعوت منوانے کے لئے شدت و سختی کا رویہ اپناتے تو شمع رسالت کے پروانوں کا جھرمٹ وسیع سے وسیع تر ہونے کی بجائے کم ہوتا جاتا ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو"۔(آل عمران: ۱۵۹، کنزالایمان)

سورۃ الفتح آیت ۲۹ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اوصاف یوں بیان فرمائے گئے کہ "وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل"۔ سورہ آل عمران آیت ۱۳۴ میں پرہیزگاروں کی تعریف میں فرمایا گیا کہ وہ غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں۔ رب تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کو یہ تاکید فرمائی کہ "اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے"۔(الشعراء: ۲۱۵)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

نرمی اور بردباری کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، مومن بردبار اور نرم ہوتے ہیں جیسے وہ اونٹ جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو، اگر اسے کھینچا جائے تو وہ کھنچتا چلا جائے اور بٹھایا جائے تو وہ بیٹھ جائے "۔ (ترمذی)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

جب مختلف مزاج اور باصلاحیت دماغ والے افراد کا ایک جگہ جمع ہونے، تبادلہ خیال کرنے اور کسی مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے کا تعلق قائم ہوتا ہے تو کسی سے ایسی باتیں بھی سرزد ہوجاتی ہیں جو دوسرں کے لئے ناگوار اور ناپسندیدہ ہوتی ہیں بعض اوقات ان پر شدید غصہ بھی آجاتا ہے اسوقت دینی بھائیوں میں اخوت و محبت کے تعلق کی ٹھنڈک کو غصہ اور نااتفاقی کی گرمی پر ضرور غالب آجانا چاہیے۔ ایسی صورت میں اچھی بات تو یہ ہوگی کہ ہر شخص وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کی خطا کو درگذر کردے بصورت دیگر اپنا معاملہ تنظیم کے امیر کے پاس پیش کر دے تاکہ نظم وضبط برباد نہ ہو۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، " بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے "۔ (بخاری، مسلم) ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا، " ہر سخت دل، بدکار اور متکبر آگ میں ڈالا جائے گا "۔ (بخاری، مسلم) سخت مزاج والے کو لوگ پسند نہیں کرتے جبکہ نرم مزاج اور خوش اخلاق کارکن بہت جلد لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ آقا علیہ السلام ہمیشہ نرمی کا طریقہ اختیار فرماتے البتہ جب کبھی اصلاح وتربیت کے لئے سختی فرماتے تو اس میں بھی محبت وشفقت

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کے جذبات جھلکتے نظر آتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، "کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتادوں جو آگ پر اور آگ اس پر حرام ہے، یہ وہ شخص ہے جو نرم طبیعت ہو، نرم زبان ہو، لوگوں سے قریب ہو اور درگذر کرنے والا ہو" ۔ (ترمذی)

اگر ساتھیوں میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو صلح صفائی کرنے میں ہرگز دیر نہ کیجئے بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کرنے اور معذرت کرنے میں پیش قدمی کیجئے اسی طرح جب کوئی آپ سے معذرت چاہیے تو اس کا عذر قبول کر کے اس کی طرف سے دل صاف کر لیجئے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنے قصور کا عذر کیا اور اس نے اس کا عذر قبول نہ کیا اس کو اتنا گناہ ہو گا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کے ظلم کا گناہ ہوتا ہے" ۔ (بیہقی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا، "مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ان میں سے یہ بھی ہیں کہ، میں اس سے تعلق جوڑوں جو مجھ سے توڑے اور اسے دوں جو مجھے محروم کرے اور اسکو معاف کروں جو مجھ پر ظلم کرے" ۔ (مشکوٰۃ)

8۔ باہم اعتماد و اتفاق:

تنظیم سے وابستہ کارکنوں کے درمیان اخوت و محبت، ایثار و قربانی اور خیر خواہی کے حوالے سے کافی گفتگو ہو چکی ہے، اس کا نچوڑ یہی ہے کہ ایک کارکن اسلامی معاشرے اور دینی تنظیم کا ایسا مثالی فرد بن جائے کہ دوسرے مسلمان اس پر مکمل اعتماد کرنے لگیں اور اس کے ہاتھ و زبان سے کسی مسلمان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ قرآن کریم نے مومنوں کے اس مضبوط تعلق کے اظہار کے لئے "ولی" کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنی ہے محبت کرنے والا، مددگار، دوست، قریب ۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ارشاد باری تعالیٰ ہوا ، " بے شک تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے" ۔(المائدہ: ۵۵،۵۶، کنزالایمان)

نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، مومن مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے پھر آقا علیہ السلام نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال بنا کر دکھایا (یعنی اس طرح مومنوں کے باہمی تعلق کا مضبوط ہونا واضح فرمایا) ۔(بخاری، مسلم) مشہور مقولہ ہے کہ اتحاد میں برکت ہے اور کارکنوں میں اتحاد واتفاق باہمی اعتماد اور حسن ظن ہی سے قائم رہ سکتا ہے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ اچھا گمان اچھی عبادت ہے ۔(ابو داؤد)

مثنوی شریف میں مولانا روم اس بارے میں فرماتے ہیں کہ سات بیلوں میں مثالی اتحاد تھا جس کے باعث شیر انہیں شکار نہ کر سکتا تھا شیر نے لومڑی سے کہا کہ اگر کسی طرح تم انہیں جدا جدا کر دو تو میرا کام آسان ہو جائے گا ۔ لومڑی نے ایک مکارانہ چال چلی اس نے ایک بیل کے کان کے پاس آکر یونہی منہ ہلایا جیسے کچھ کہہ رہی ہو پھر چلی گئی ۔ باقی بیلوں نے اس بیل سے پوچھا کہ اسنے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا کچھ بھی نہ کہا ۔ ان بیلوں کے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی کہ جو اس نے کہا یہ بتانا نہیں چاہتا ۔ پھر انہوں نے اس بیل کو اپنی دوستی سے خارج کر دیا ۔ شیر نے اسے باآسانی شکار کر لیا ۔ پھر کچھ دنوں بعد لومڑی نے دوسرے بیل کے ساتھ بھی یہی کام کیا اور وہ بھی دوستی سے نکال دیا گیا اور شیر کا لقمہ بن گیا اس طرح لومڑی کی مکاری سے وہ سب بیل لقمہ اجل بن گئے ۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اس حکایت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ جب تک آپ اپنے ساتھیوں کے بارے میں نیک گمان نہیں رکھیں گے اعتماد اور اتحاد قائم نہیں رہے گا۔

کتب حدیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے تیاری کی خبر پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے مگر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی لغزش کے باعث قریش کو خط لکھ کر یہ اطلاع دینا چاہی چونکہ یہ خطا خیانت کے مترادف تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی، اجازت دیجیے کہ اس کی گردن اڑادی جائے۔آقا علیہ السلام نے فرمایا، یہ بدر والوں میں سے ہے اور تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا ہے کہ "میں نے تمھیں معاف کر دیا"۔

مقام غور ہے کہ ایسی اہم غلطی کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو معاف فرمادیا کیونکہ انکی گذشتہ زندگی اسلام کے لئے قربانیوں سے بھری پڑی تھی۔ انہوں نے غزوہ بدر میں حصہ لیا، دین کی خاطر ہجرت بھی کی اور مومنوں کے شانہ بشانہ کافروں سے برسرپیکار بھی رہے اس لئے آقا علیہ السلام نے اسے انکی اجتہادی غلطی سمجھتے ہوئے حسن ظن کر کے معاف فرمادیا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی صفائی میں یہی کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (میرا ایمان ہے کہ) فتح تو آپ ہی کو ملنی ہے خواہ قریش کو اطلاع ہو یا نہ ہو اس لئے میں نے سوچا کہ مکہ میں میرے گھر والے موجود ہیں اگر میں قریش کو اطلاع کر دوں تو ہو سکتا ہے کہ وہ میرے اس احسان کے بدلے میں میرے گھر والوں کو نقصان نہ پہنچائیں"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے"۔ (الحجرت: ۱۲) پس ہر کارکن پر لازم ہے کہ وہ اپنی دینی بھائی کے بارے میں بدگمانی نہ کرے اور دوسرے کا بھی فرض ہے کہ وہ ہر

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ایسی بات سے بچے جو بدگمانی پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے اگر بالفرض کسی کے بارے میں آپ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو تو اسے فوراً اپنے بھائی پر ظاہر کر دیں کیونکہ بدگمانی کو دل میں رکھنا خیانت ہے اور اس سے بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں اس لئے اسے دور کرنا ضروری ہے ۔ جس کے بارے میں بدگمانی ظاہر کی جائے اس کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ حقیقت کو واضح کرے تاکہ اس کے دینی بھائیوں کے دل صاف ہو جائیں۔

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

9۔ ملاقات و رابطہ:

اخوت و محبت کا تقاضا ہے کہ اپنے دینی بھائی کی خبر گیری کی جائے اور اس سے ملاقات کا سلسلہ قائم رکھا جائے ۔ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن ہنیں کہ ملاقات کرتے رہنے سے محبت اور دوستی میں اضافہ ہوتا ہے ۔ آپ کی طرح ہر کوئی یہ چاھتا ہے کہ اسکے دوست مشکل میں اس کے کام آئیں اور اس کے غم و خوشی میں شریک ہوں، ایسا اسی صورت میں ممکن ہوگا جب آپ ملاقات کے ذریعے ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہیں گے ۔ یہ ایک ایسی نیکی ہے کہ جس کے بارے میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا،

" تم جانتے ہو کہ جب کوئی مسلمان اپنے دینی بھائی سے ملاقات کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہیں کہ الہیٰ! اس نے صرف تیرے لئے اس سے تعلق جوڑا ہے تو اسے (اپنی بارگاہ سے) جوڑ لے، تو اگر ممکن ہو کہ تم اپنے جسم سے یہ کام لو یعنی ملاقات کرو تو ضرور ایسا کرو"۔

(ابوداؤد)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ خدا میں ملاقات کرنے کے بارے میں یہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

بھی ارشاد فرمایا، " ایک شخص اپنے دینی بھائی سے جو کسی دوسری بستی میں تھا، ملاقات کے لئے چلا، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کے راستے پر بھیج دیا، اس نے پوچھا، کہاں جارہے ہو؟ جواب دیا، اپنے بھائی سے ملنے۔ فرشتے نے پوچھا، کیا اس کے ذمے تمہارا کوئی حق ہے جو وصول کرنے جارہے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں کہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا، مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے جیسی تو اس کی خاطر اپنے دوست سے رکھتا ہے"۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، " میری محبت میرے لئے محبت کرنے والوں، میرے لئے بیٹھنے والوں، میرے لئے ملاقات کرنے والوں اور میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لئے لازم ہو گئی"۔ (مشکوٰۃ) ملاقات کی ایک خاص صورت جسے مسلمان کا حق قرار دیا گیا ہے، یہ ہے کہ اپنے بیمار بھائی کی عیادت کی جائے اس کے اجر و ثواب کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ، " جو کسی مسلمان کی عیادت صبح کو کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور جو شام کو عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں میووں کے باغات ہیں"۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تنظیم کے ہر ساتھی کو دوسرے دینی بھائیوں سے زیادہ سے زیادہ ملاقاتیں کرنی چاھییں۔ اس کا اجر یہ ملے گا کہ وہ ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق ہو جائے گا اور اگر یہ ملاقاتیں دینی فکر پر مبنی ہوئیں تو دین سیکھنے سکھانے کا بھی ثواب ملے گا اور اس سے دین سے تعلق مزید مضبوط ہو گا کیونکہ راہ حق پر گامزن رہنے کے لئے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

نیکوں کی صحبت اور یاد الہیٰ بہت ضروری ہیں اور اس ملاقات میں دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں ۔ ملاقات کے آداب میں چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ۔

۱۔ مسلمان بھائی کو سلام کیا جائے، اس سے محبت بڑھتی ہے ۔

۲۔ دونوں ہاتھوں سے گرمجوشی سے مصافحہ کیا جائے اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں ۔

۳۔ اسے اچھے نام سے پکارے، اس سے دوستی مضبوط ہوتی ہے ۔

۴۔ اس سے ذاتی حالات پوچھے اور ان میں دلچسپی لے اس سے محبت پختہ ہوتی ہے ۔

۵۔ اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرے تاکہ حوصلہ افزائی ہو اور اس کے تعاون کرنے یا ہدیہ دینے پر خلوص سے شکریہ ادا کرے ۔

۶۔ ملاقات کے دوران دینی امور کے علاوہ دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرے نیز ہلکا پھلکا مذاق بھی کرلے مگر گناہ کی باتوں سے مکمل اجتناب کرے ۔ الادب المفرد میں ہے کہ "صحابہ کرام علیہم الرضوان ہنسی اور تفریح کے طور پر ایک دوسرے کی طرف تربوز کے چھلکے پھینکا کرتے لیکن جب لڑنے کا وقت آتا تو یہی میدان جنگ کے شہسوار ہوتے تھے"۔

10۔ نصیحت و احتساب:

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و دوستی اور ملاقات کے بارے میں پچھلے صفحات میں گفتگو کی گئی اس ضمن میں ایک اہم بات ذہن نشین رکھنا بے حد ضروری ہے وہ یہ کہ ہر کارکن پر لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے یہ فریضہ انجام دینا حلقہ احباب میں زیادہ ضروری بھی ہے اور نسبتاً آسان بھی کیونکہ دوستی اور محبت کے تعلق سے اپنی بات منوانی آسان ہوتی ہے ۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

سورۃ العصر میں نقصان سے بچنے اور فلاح دارین کے حصول کی شرائط بیان ہوئی ہیں جن میں یہ بھی ہیں کہ مومن ایک دوسرے کو حق بات کی تاکید اور صبر کی وصیت کرتے رہیں۔ یعنی داعی حق پر لازم ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کو مقصد حیات یاد دلاتا رہے اور جب کبھی انہیں راہ حق سے ہٹتا دیکھے تو فوراً مناسب طور پر نصیحت کر کے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرے نیز انہیں اس طرح سمجھائے کہ وہ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو خود محسوس کریں اگرچہ یہ کام دشوار ہے کیونکہ تنقید برداشت کرنا نفس پر بہت گراں ہوتا ہے لیکن خلوص، محبت اور دلسوزی کے ساتھ کی جانے والی تنقید دل میں اتر جاتی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی، اس نے اسے ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اسے زینت بخش دی"۔ (تنبیہ الغافلین)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی برائی دیکھے تو اسے دور کر دے "۔ (ترمذی) اس تمثیل سے مندرجہ ذیل نکات اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ آپ دوست کے عیب اس وقت واضح کریں جب آپ محسوس کریں کہ وہ تنقید قبول کر کے اپنی اصلاح کر لے گا کیونکہ آئینہ اسی وقت آپ کے عیب ظاہر کرتا ہے جب آپ اس ارادے سے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

۲۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس پر تنقید نہ کریں کیونکہ آئینہ اسی کا چہرہ دکھاتا ہے جو سامنے ہو۔

۳۔ دوست کی خامیاں کمی بیشی کے بغیر بیان کریں کیونکہ آئینہ ظاہری عیبوں کو بغیر کم یا زیادہ کیے دکھاتا ہے۔

۴۔ بغیر کسی غرض اور بغض و کینہ کے تنقید کریں کیونکہ آئینہ بغیر غرض کے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

تصویر دکھاتا ہے اور کینہ بھی نہیں رکھتا۔

۵۔ تنقید صرف اس لئے ہو کہ وہ اپنے آپ کو سنوار لے جس طرح آئینہ دیکھ کر ہم اپنے آپ کو سنوار لیتے ہیں۔

۶۔ آئینہ جب تک خود صحیح بنا ہوا نہ ہو اس میں تصویر صحیح دکھائی نہیں دیتی، اسی طرح گرد آلود آئینہ بھی تصویر دھندلا دیتا ہے پس آپ کو خود بھی عیبوں سے پاک وصاف رہنا چاہیے۔

۷۔ آئینے میں اپنے عیب دیکھ کر کوئی بھی اسے توڑنے کی حماقت نہیں کرتا اسی طرح جب آپ کا دوست لفظوں کے آئینے میں آپ کی تصویر دکھائے تو دوستی کے رشتے پر آنچ نہ آنے دیں بلکہ اپنے دوست کا شکریہ ادا کریں اور آئندہ کے لئے بھی اس سے اصلاح کی درخواست کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، "اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو مجھے میرے عیبوں پر مطلع کرے"۔(کیمیائے سعادت) یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر آپ کسی کے بارے میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ آپ کی نصیحت قبول کرنے اور اپنے عیوب دور کرنے پر آمادہ نہ ہوگا تو اس صورت میں آپ اس کے والد، بھائی، استاد یا کسی اور سینئر ساتھی سے حکمت بھرے انداز میں اسکی اصلاح کے بارے میں راہنمائی لے سکتے ہیں۔

کسی کی اصلاح کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے مرحلے میں آپ اس سے دوستی کا اظہار کیجئے۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "جب کوئی شخص اپنے دینی بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے"۔(ترمذی، ابوداؤد) اس کا نفسیاتی اثر یہ ہوگا کہ وہ آپ کی محبت و دوستی کو محسوس کرے گا اور رفتہ رفتہ یہ باہمی تعلق دلی قرب میں بدل جائے گا، پھر دوسرے مرحلے میں اس محبت کو مضبوط کرنے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کے لئے ہدیے اور تحائف دیجیے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو اس سے محبت پیدا ہو گی اور دلوں کی دوری ختم ہو جائے گی"۔ (مشکوٰۃ)

دوست کے ہدیے کو کبھی حقیر نہ سمجھیے اصل چیز قیمت نہیں، خلوص ہوتا ہے۔ ہدیہ کا بدلہ ہدیہ ہوتا ہے آقا علیہ السلام کا پسندیدہ ہدیہ خوشبو تھی۔ فی زمانہ علم دین کی اشاعت کے حوالے سے اچھی کتاب کا تحفہ زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے کہ اس سے تبلیغ دین بھی ہوتی ہے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، گیارہویں شریف اور ان مقدس ایام کے علاوہ بھی کبھی کبھار دینی احباب کے ساتھ مل کر کھانے پینے کا اہتمام کیجیے ایسے مواقع پر بے تکلفی کے ساتھ تبادلہ خیال کیا جاسکتا ہے جب دوستی کا تعلق مضبوط ہو جائے اس کے بعد تنقید و اصلاح کا کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔

11۔ خود پسندی سے پرہیز:

بعض داعیانِ حق یا تنظیم کے عہدیداران اپنی ذات کے گرد ایک خول چڑھا کر خلوت پسند ہو جاتے ہیں وہ اپنی نشست و برخاست بعض مخصوص افراد تک محدود کر کے عام لوگوں سے الگ تھلگ ہو جاتے ہیں اس طرح دینی جدو جہد کو شدید نقصان پہنچتا ہے، ایسی خلوت نشینی کا سبب اکثر خود پسندی ہوتا ہے جسے اولیاء کرام تکبر کی ایک قسم قرار دیتے ہیں۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک کرنے والی چیزوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "ان میں سب سے زیادہ خطرناک بات انسان کا اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا جاننا ہے"۔ (مشکوٰۃ)

محض گفتگو میں اپنے آپ کو بہت حقیر و فقیر کہنا، نمائشی طور پر رفتار و انداز میں عاجزی دکھانا بہت آسان ہے لیکن راہ حق میں عملی جدو جہد کرنا، اپنے آرام کو

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

قربان کرنا، اچھے برے لوگوں کی کڑوی کسیلی باتوں کو برداشت کرنا، اپنی کوتاہیوں کا سننااور رضائے الہیٰ کے لئے اپنی غلطیاں مان لینا انتہائی مشکل کام ہیں نیز لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا داعی دعوت حق کا فریضہ کماحقہ ہر گز انجام نہیں دے سکتا۔ اس سلسلے میں بھی آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ مشعل راہ بنائیے کہ ان جیسا عظیم داعی، ان جیسا مُشفق مبلغ اور ان جیسا عابد و عالم نہ کوئی ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔

"حضور علیہ السلام جو وقت اپنے گھر میں گزارتے اسے تین حصوں میں تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے، ایک اہل خانہ کے لئے اور ایک حصہ اپنے صحابہ کرام کے لئے مخصوص فرماتے اور انکی دینی فضیلت کے لحاظ سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ آپ انہیں ان کی اور امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول فرماتے اور ضروری ہدایات ارشاد فرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقت گھر سے باہر گزرتا اس میں آپ عام لوگوں کو عذاب سے ڈراتے اور حق کی دعوت دیتے، اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خبر گیری کرتے اور ان سے لوگوں کے حالت بھی دریافت فرماتے۔ آپ اس بات کا بے حد خیال رکھتے تھے کہ آپ کے صحابہ کرام دعوت دین کے کاموں میں غافل یا سست نہ ہو جائیں"۔ (شمائل ترمذی، ملخصاً)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام سے ملاقاتیں کرنا، انہیں اصلاح کے لئے ہدایات دینا، انکی خبر گیری فرمانا اور انکے دعوتی کاموں کی کارگردگی کا جائزہ لینا آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا گویا مذکورہ امور انجام دینے کے لئے خلوت نشینی سے گریز بہت ضروری ہے۔

ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان کسی شخص کی بہت تعریف کر رہے تھے کہ اسی وقت وہ شخص بھی آگیا صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

وسلم! یہی وہ شخص ہے جس کی ابھی ہم تعریف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، مجھے تو اس میں منافقت کی علامت دکھائی دے رہی ہے، سب کو تعجب ہوا، آپ نے فرمایا، اے شخص تجھے خدا کی قسم! سچ بتا کیا تو یہ خیال نہیں کرتا کہ تو اس قوم کا بہترین شخص ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے اکثر یہ خیال آتا ہے۔ آقا علیہ السلام نے اس برے خیال کو منافقت سے تعبیر فرمایا۔ ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ "اپنے آپ کو بزرگ و برتر سمجھنا علم کی بڑی آفت ہے"۔ کیونکہ حقیقی علم تو خوف خدا اور تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

امام غزالی نے متکبر کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ اگر کوئی اس کے ساتھ چلنے والا نہ ہو تو وہ کہیں جانا پسند نہیں کرتا گویا وہ اکیلے چلنا توہین سمجھتا ہے اور ایک علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ کسی سے ملاقات کے لئے نہیں جاتا یعنی وہ اپنی خودپسندی کے باعث لوگوں سے ملنے جلنے سے کتراتا ہے۔ حدیث پاک میں متکبر کی ایک اہم علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنی تعظیم کیے جانے کو پسند کرتا ہے ارشاد ہوا، "جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔" (ترمذی) یہ بھی فرمایا گیا، "جب تم کسی عاجز کو دیکھو تو عاجزی کرو اور جب کسی متکبر سے ملو تو تکبر سے پیش آؤ تاکہ اس کا غرور ختم ہو جائے۔"

اس عنوان پر اکابر اولیاء کرام کے چند ایمان افروز اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

"تو ابتدا میں گندے پانی کا ایک ناپاک قطرہ تھا اور تیرا انجام یہ ہوگا کہ ناپاک مردار ہو جائے گا اور اس وقت تو ان دونوں حالتوں کے درمیان اپنے پیٹ میں غلاظت کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے"۔

"عاجزی کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب تم حق بات کو تسلیم کر لو خواہ وہ بات کوئی بچہ کہے یا جاہل شخص"۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

"اہلِ کرم جب تقویٰ اختیار کرتے ہیں تو عاجز بن جاتے ہیں اور کوئی چھوٹا آدمی جب نیک بنتا ہے تو متکبر و مغرور ہو جاتا ہے"۔

"جب تک تو کسی ایک مسلمان کو بھی اپنی سے کمتر سمجھتا ہے تو متکبر ہے"۔

(کیمیائے سعادت)

12۔ تربیتی اجتماعات:

داعیانِ حق کو اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کوشاں رہنا چاہیے اس مقصد کے حصول کے لئے ہفتہ وار درس کی محافل، ذکر و نعت کی مجالس اور روز مرہ کے رابطے کے علاوہ خصوصی تربیتی نشستیں اور تربیتی تفریحی پروگرام بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں درس کی محافل سے ساتھیوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، ذکر و نعت کی محفلوں سے مردہ دلوں میں روحانیت پیدا ہوتی ہے، روزانہ رابطے سے دینی تنظیم سے تعلق کا احساس پختہ ہوتا ہے اور خصوصی نشستوں کے ذریعے افکار و اعمال کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں مدد ملتی ہے۔

کارکنوں کی تربیت کرنے کا ایک بہتر طریقہ یہ ہے کہ بنیادی دینی تعلیمات پر مشتمل ایک نصاب تیار کیا جائے جسے ہفتہ وار درس کے ذریعے بیان کیا جائے۔ اور ہر تین ماہ بعد اور آخر میں سال کے بعد کارکنوں کا امتحان لے لیا جائے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نصابی کتب کی فہرست کارکنوں کو دے دی جائے اور متعلقہ عنوانات بتا دیے جائیں تاکہ وہ لائبریری سے کتب لے کر مطالعہ کریں اور پھر امتحان دیں۔ امتحان زبانی اور تحریری دونوں طرح لیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کارکنوں کے علم میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا اور وہ تنظیم میں شمولیت کو اپنے لیے فائدہ مند جانیں گے نیز ایسے اہل علم کارکن دوسرے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے میں اہم کردار ادا کر سکیں گے اور لادینیت و بدمذہبیت کے خلاف مضبوط دیوار ثابت ہوں گے۔

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ اپنی کون سی صلاحیتیں اجاگر کرتا ہے ۔ بعض ساتھی اپنے افکار کو لفظوں کا روپ دینے میں کمال رکھتے ہیں ایسے کارکنوں کو تقریر کی تیاری کرائی جائے تاکہ وہ آپ کی راہنمائی اور اپنی تھوڑی سی کوشش سے اچھے مقرر بن سکیں ۔ بعض ساتھی تقریر سے زیادہ تحریر سے دلچسپی رکھتے ہیں انہیں مضامین لکھنے کی تربیت دی جائے اور انکی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ اسی طرح بعض دوست انتظامی معاملات چلانے میں قدرتی طور پر زیادہ باصلاحیت ہوتے ہیں ۔ لائبریری و دفتر کا نظم و نسق، عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلسہ و جلوس کے انتظامات اور دیگر پروگراموں کے انعقاد میں انہیں ذمہ دار بنا کر انکی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا جاسکتا ہے ۔ اسی طرح بعض ساتھی خوش الحان ہوتے ہیں انہیں نعت خوانی کی تربیت دینی چاہیے تاکہ تنظیم کے پاس اپنے نعت خواں ہوں جو حسب موقع سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی سے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع مزید فروزاں کرتے رہیں ۔

چونکہ تربیت میں ماحول کا بہت اثر ہوتا ہے اس لئے شمع رسالت کے پروانوں کا آپس میں کثرت سے ملنا جلنا دینی ماحول کے قیام میں اہم کردار ادا کرتا ہے البتہ بعض مواقع ایسے آتے ہیں جب کم محنت سے زیادہ بہتر نتائج پیدا کرنا آسان ہوتا ہے جیسے ماہ رمضان یا شب برات وغیرہ نیز اسی طرح ماہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کو بھی تربیت کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے ۔ ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ ان مقدس ایام میں لوگوں کے سامنے ایسا جامع اور اثرانگیز پروگرام پیش کیا جائے جس کے اثرات سے فیضیاب ہو کر وہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ایک ذمہ دار مومن کی سوچ اپنالیں اور پھر سارا سال دوسروں تک دعوت حق پہنچانے کا فریضہ انجام دیں۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بچے عموماً دین کی طرف آسانی سے مائل ہو جاتے ہیں انہیں ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ انکی مناسب تربیت اور حوصلہ افزائی کے لئے تنظیم میں بچوں کا ایک الگ شعبہ قائم کیا جائے، اس سے بچوں میں زیادہ دلچسپی پیدا ہوگی اور یہی بچے کل کو بہترین کارکن ثابت ہونگے۔ تربیتی اجتماعات کے بارے میں چند باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے:

۱۔ پروگرام مختصر اور جامع ہونا چاہیے عام ہفتہ وار اجتماع کا دورانیہ ایک گھنٹہ سے زائد نہ ہو۔

۲۔ وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے خواہ لوگ کم ہوں یا زائد، پروگرام وقت پر شروع کر دینا چاہیے۔

۳۔ تربیتی نشست میں قرات، نعت، حلقہ ذکر اور درس قرآن و حدیث کے علاوہ مذاکرہ اور مباحثہ بھی رکھا جا سکتا ہے۔

۴۔ نئے ساتھیوں کی تربیت میں دو اصول بنیاد بنائے جائیں۔ اول: انہیں دعوت حق کی ضرورت و اہمیت بتا کر اس کا طریقہ و آداب سکھائیں۔ دوم: انہیں راہ خدا میں مال اور وقت دینے کی اہمیت بتا کر انکی قربانی دینے پر آمادہ کریں۔

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال و جواب کی صورت میں بھی دینی مسائل صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سکھائے ہیں لہذا تربیت کے لئے سوال و جواب کا طریقہ بھی اپنایا جا سکتا ہے۔

۶۔ آقا علیہ السلام نے کئی مسائل اپنے عمل کے ذریعے بھی سکھائے، تربیتی پروگرام میں نماز، نماز جنازہ اور میت کے غسل و کفن کا طریقہ علامتی عملی مشق

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کے ذریعے بھی نئے ساتھیوں کو سکھانا بہتر رہے گا۔

۷۔ تمام تنظیمی و تربیتی پروگرموں میں میانہ روی کو اختیار کیا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے کسی نے عرض کی، آپ روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ ارشاد فرمایا، مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ تمہیں مشکل میں ڈال دوں۔ آقا علیہ السلام ہمیں مشکل اور ملال سے بچانے کے لئے روزانہ وعظ نہ فرماتے تھے اسی لئے میں تمہارا ویسا ہی خیال رکھتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

۸۔ کارکنوں کو اضافی عبادات کی طرف راغب کیا جائے جیسے پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا، تہجد، تحیۃ الوضو اور اشراق وغیرہ کے نوافل ادا کرنا، روزانہ مخصوص تعداد میں استغفار اور درود شریف پڑھنا۔ یہ سب اعمال سنت سے ثابت ہیں انہیں اپنانے سے روحانیت پیدا ہوتی ہے اور ایمان مزید مضبوط ہوتا ہے۔

13۔ مشاورت:

تنظیم کے ذمہ دار افراد کو تمام تنظیمی امور اپنے ساتھیوں کے مشورے سے طے کرنے چاہئیں۔ اس سے دوسرے ساتھیوں کو اپنی اہمیت اور تنظیمی امور میں شرکت کا احساس ہوتا ہے، انکی دلچسپی بڑھ جاتی ہے، آپ کے لئے ان کے دل میں احترام وسیع ہو جاتا ہے اور ذمہ داری باہم تقسیم ہو جاتی ہے نیز مشورہ کرنے سے اس معاملے کے مختلف پہلو نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے اپنے خاص اصحاب کرام سے مشورہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا، "کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو"۔ (آل عمران: ۱۵۹، کنزالایمان)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا آقا علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے۔ قرآن حکیم نے یہ بھی بتایا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے معاملات بھی باہم مشورں سے طے ہوتے تھے۔ (الشوریٰ) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو قوم مشورہ کرتی ہے وہی صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔ (خزائن العرفان)

مشاورت کے دوران اس بات کا ضرور خیال رکھیے کہ کسی ساتھی کی حوصلہ شکنی نہ ہو بلکہ سب کی تجاویز توجہ سے سنی جائیں۔ اگر کسی کی تجویز و مشورے کو آپ سنتے ہی مسترد کردیں گے تو اس سے نہ صرف اس کی دل شکنی ہو گی بلکہ ممکن ہے کہ وہ آئندہ کے لئے مشورہ دینے سے ہی گریز کرے اس طرح اس کی فکری صلاحیت سے آپ استفادہ نہ کر پائیں گے۔ ایک ذمہ دار کارکن کو چاہیے کہ وہ ہر کارکن کی تجویز کو غور سے سنے اگر وہ تجویز ناقابل عمل ہو تو بھی اس کی تجویز کے اچھے پہلوؤں کی تعریف کرے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ اسے سمجھائے کہ اس کی تجویز کے کون سے پہلو کن وجوہ کی بنا پر قابل عمل نہیں ہیں۔

اجلاس کے دوران تمام شرکاء کو اس بات کا ضرور احساس رہنا چاہیے کہ وہ ایک اہم مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں اس لئے انہیں سنجیدگی کے ساتھ متعلقہ موضوع پر گفتگو کرنی چاہیے۔ کسی کی بات کاٹ کر درمیان میں بولنا یا کئی لوگوں کا ایک ساتھ بولنا یا سنجیدہ گفتگو کے دوران طنز و مزاح کا سلسلہ شروع کر دینا نہایت غیر مناسب بات ہے جو کہ کارکنوں کے غیر ذمہ دارانہ رویے کی علامت ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جب لوگ مشورے دیں گے تو ظاہر ہے کہ سب کے مشورے تو نہیں مانے جاسکتے لہٰذا اس بات کو ہرگز کوئی انا کا مسئلہ نہ بنائے کہ میرا مشورہ کیوں نہیں مانا گیا۔ اس سلسلے میں رضائے الٰہی اور اطاعت امیران دونوں اصولوں کو ہرگز فراموش نہیں کرنا

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

چاھیے۔

14۔ عہدیداروں کا انتخاب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، (اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا"۔ (الاحزاب: ۷۰، ۷۱، کنزالایمان) معلوم ہوا کہ تمام مومنوں کو اور خاص طور پر داعیان حق کو سچی اور سیدھی بات ہی کہنی چاھیے اسی سے سب اعمال میں درستگی پیدا ہوتی ہے پس نہ تو کبھی کوئی عہدیدار اس طریقہ سے ہٹے اور نہ ہی کوئی داعی اس ہدایت سے دور ہو۔

تنظیم میں ایک اہم مسئلہ مختلف ذمہ داریوں کے لئے کارکنوں کے انتخاب کا ہوتا ہے رب تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ تم اپنی امانتیں انہی کے سپرد کرو جو اسکے اہل ہیں۔(النساء: ۵۸) آقا علیہ السلام نے فرمایا، جب امانتوں کا ضیاع عام ہو جائے تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ عرض کی گئی، امانت ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا، جب ذمہ داریاں نااہل لوگوں کو سونپ دی جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔(بخاری)

جانبداری، اقربا پروری، بیجا رواداری یا کسی ذاتی مفاد کی وجہ سے کسی کے حق میں رائے دینا خیانت ہے جو کسی صورت جائز نہیں۔ امیر اور دیگر عہدیدار متقی، مخلص اور ان تمام خصوصیات کے حامل ہونے چاھیں جو پہلے بیان کی گئیں۔ ان میں سے کوئی عوام میں غلط شہرت نہ رکھتا ہو کیونکہ انکے کردار کا تنظیم کی سرگرمیوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

جب کسی کو ذمہ داری سونپ دی جائے تو اسے چاھیے کہ وہ خلوص، دیانت، احساس ذمہ داری اور انتھک محنت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، "جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

وہ انکے ساتھ خیانت کرے (یعنی اپنی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا نہ کرے) تو اللہ عزوجل اس پر جنت حرام فرمادے گا" ۔ (بخاری، مسلم)

اگر کوئی عہدیدار جو کہ زیادہ ذمہ دار کارکن ہوتا ہے بالفرض اپنی ذمہ داریاں بہتر طریقے سے ادا نہ کرسکے تو اسے چاہیے کہ تنظیم کے بہترین مفاد میں رضائے الہیٰ کے لئے اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائے تاکہ کوئی اور متحرک کارکن اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرسکے ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، کسی مومن کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں ۔ عرض کی گئی، کوئی شخص اپنے نفس کو کس طرح ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا، اس طرح کہ وہ اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھائے ۔ (ترمذی)

15۔ خود احتسابی:

امیر اور داعیان حق کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خود احتسابی کا اصول اپنائیں تاکہ وہ اپنی کارکردگی کا خود تنقیدی جائزہ لیتے رہیں اور اس طرح اپنی خامیوں کو دور کرسکیں ۔ تنظیم کے عہدیداروں کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ وہ عہدیدار نہیں بلکہ ذمہ دار ہیں ۔ انہیں نہ صرف خود دین کی سر بلندی کے لئے جدوجہد کرنی ہے بلکہ دوسرے داعیان حق کی بھی راہنمائی کرنی ہے ۔

انہیں پہلے تو اپنے ہدف کا تعین کرنا چاہیے مثال کے طور پر ہر داعی ایک ماہ میں ۲۵ نئے افراد کو دینی دعوت دے گا یا اتنے بے نمازیوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دے گا اور ۱۰ نمازیوں کو عقائد یا فقہی مسائل سکھائے گا یا سیکھنے کے لئے آمادہ کرے گا اور خود فلاں فلاں عنوانات پر دینی کتب کا مطالعہ کرے گا ۔

ہدف کا تعین کرنے کے بعد ہر ماہ میں ایک یا دو بار اپنی کارکردگی کو جانچنے کے لئے "احتسابی اجلاس" منعقد کئے جائیں جن میں تنظیم کے تمام ذمہ دار افراد

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جمع ہو کر اپنی اپنی کارکردگی رپورٹ پیش کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ ہر کارکن نے کس حد تک اپنی ذمہ داری کو ادا کیا ہے ۔ پھر دوسرے ساتھی نرم لفظوں، میٹھے لہجے اور تمام اسلامی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر مثبت تنقید کریں ۔اگر وہ صحیح خامی کی نشاندہی کریں تو خوش دلی سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اس ناقد کا شکریہ ادا کریں۔

اگر وہ غلط فہمی کی بناء پر یا کم علمی کی بنا پر آپ کے متعلق سخت جملے کہہ دیں تو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب میں ہرگز سخت جملہ نہ کہیں بلکہ اپنے اوپر قابو رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیں۔ یہ کام اسی صورت میں آسان ہوگا جبکہ آپ کی جدوجہد اپنی ذات یا عزت نفس کے لئے نہیں بلکہ ایک اعلیٰ مقصد اور عظیم نصب العین کے لئے ہو جس کا ثمرہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی صورت میں مومنوں کو نصیب ہوتا ہے۔

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

16- نظم و ضبط کی پابندی:

کسی تنظیم کا وجود اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک اس کے اراکین مخصوص اصول و ضوابط کی پابندی کرتے رہتے ہیں اور جب وہ اراکین نظم و ضبط کی پابندی چھوڑ دیتے ہیں، تنظیم ختم ہو جاتی ہے ۔ قرآن حکیم میں مومنوں کی صفت یہ بیان فرمائی گئی کہ وہ راہ خدا میں ایسے اتفاق و اتحاد سے جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ۔(الصف: ۴)

دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ ،آپس میں جھگڑو نہیں کہ تم بزدلی کرو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

(الانفال: ۴۶) معلوم ہوا کہ نظم وضبط کی پابندی کیے بغیر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ممکن نہیں اور کارکنوں کے باہم اختلاف سے تنظیم کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے اگر صبر کا دامن نہ تھاما جائے۔ امیر عہدیداران کو چاہیے کہ خود بھی نظم وضبط کی پابندی کریں اور کارکنوں کو بھی اس کی تلقین کریں۔

اگر کوئی ساتھی کسی پروگرام یا اجلاس میں شریک نہیں ہوسکتا اور اس کے پاس شرعی عذر ہے تو اس کے عذر کو قبول کرلینا چاہیے لیکن جو ساتھی بغیر شرعی عذر کے اجلاس میں نہ آئیں یا اپنی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے ادا نہ کریں انہیں تنبیہ کرنا یا مناسب تربیتی سزا دینا بھی نظم وضبط کا اہم جزو ہے۔

اس سلسلے میں سورہ توبہ کی آیت ۱۱۸ کے تحت تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ پڑھیئے جن سے غزوہ تبوک کے لئے نکلنے میں سستی ہوئی اور وہ جہاد کے لئے نہ نکل سکے تو اس وجہ سے حضور علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق پچاس دن تک تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان سے قطع تعلق کئے رکھا اور انکے رشتے داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کردیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انہیں پہچانتا ہی نہیں۔ اسی دوران شاہ غسان نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک خط کے ذریعے ورغلانے کی کوشش کی، لکھا کہ تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو، تمہارے صاحب تم پر ظلم کر رہے ہیں، ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہیں اعلیٰ منصب دیں گے۔ انہوں نے وہ خط پھاڑ دیا۔

ان تینوں اصحاب نے اپنی غلطی پر شرمندگی ظاہر کی اور شب وروز گریہ وزاری کرکے بارگاہ الٰہی میں مغفرت مانگتے رہے اور اس سزا پر کوئی غم وغصہ ظاہر کئے بغیر اخلاص کے ساتھ اطاعت امیر پر قائم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

اکثر تنظیمیں اور جماعتیں بڑے جوش وخروش سے قائم کی جاتی ہیں لیکن وقت

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

گزرنے کے ساتھ ساتھ جوش و خروش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر اس تنظیم کا نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کا ایک اہم سبب نظم وضبط کا فقدان ہوتا ہے، خوش اخلاقی اور شفقت و محبت اپنانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ تنظیم کے نظم وضبط کو تباہ ہونے دیا جائے، اس لئے غیر ضروری نرمی اور بے جا ڈھیل انتشار کا باعث بنتی ہے۔ اختلاف رائے بذات خود بری بات نہیں البتہ اختلافات کو انا کا مسئلہ بنا کر تنظیم میں گروہ بندی کرنا ایک بدترین جرم ہے جس کی فوری روک تھام بے حد ضروری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو حکمت کے ساتھ سمجھانا چاہیے اگر پھر بھی وہ ضد پر اڑے رہیں تو انہیں تنظیم سے رخصت کرنے میں ہی عافیت ہے۔

17۔ کارکنوں سے اچھا برتاؤ:

بہترین عہدیدار اور اچھا امیر وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو، اپنے نصب العین سے مخلص ہو اور اپنے زیر تربیت کارکنوں کے لئے بھی مخلص ہو۔ وہ اپنے کارکنوں کی تربیت کے لئے ہر وقت کوشاں رہے اور اسے ان سے اسقدر زیادہ دلی ہمدردی اور محبت ہو کہ وہ انہیں جو بات بھی کتنے ہی سخت لہجہ اور ڈانٹ کے انداز میں کہے وہ اسے اپنے لئے رحمت و شفقت سمجھیں اور انہیں اس بات کا کامل یقین ہو کہ ہمارے نصیحت کرنے والے کے غصے اور ڈانٹ میں بھی ہماری بھلائی ہے۔

بعض لوگ یہ شکوہ کرتے ہیں کہ "لوگ کام نہیں کرتے" لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا تنظیم کے سرکردہ افراد کارکنوں سے کام لینا جانتے ہیں؟ ہر وقت حکم دینے والے انداز میں گفتگو کرنا، خود کو کارکنوں سے برتر جاننا، کارکنوں کی معمولی غلطیوں پر انہیں سخت الفاظ اور حقارت بھرے لہجے میں ڈانٹنا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو کارکنوں کو ان بڑے لوگوں سے متنفر کر دیتی ہیں۔ عہدیدار اور

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کارکنوں کا باہمی رشتہ اخوت و محبت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اگر یہ بنیاد کمزور ہوجائے تو یہ رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

کارکنوں کی مثال نازک آبگینوں سے بھی دی جاسکتی ہے جو معمولی سی ٹھیس سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ تنظیمی ماحول میں ہر وقت خشک مزاج اور افسردہ بھی نہیں رہنا چاہیے، آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے شایان شان خوش طبعی فرماتے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ تھا۔ (ترمذی)

مواہب الدنیہ میں ہے کہ "آپ اپنے صحابہ کرام سے اس انداز میں خوش طبعی فرماتے کہ انکے دلوں میں اپنی محبت کے بیج بو دیتے"۔ اسلامی تنظیم کے ذمہ دار افراد کو بھی اپنے کارکنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، انکے جذبات و احساسات کی قدر کرنی چاہیے، حسب موقع انکی تعریف اور حوصلہ افزائی بھی کرتے رہنا چاہیے۔ ایک سنیئر کارکن کے چند حوصلہ افزائی کے جملے کسی سست کارکن کو متحرک بناسکتے ہیں اسی طرح اس کے چند حوصلہ شکن جملے کسی متحرک اور فعال کارکن کو ضائع کرسکتے ہیں۔

تنظیم کے عہدیداروں یعنی ذمہ دار افراد کو کارکنوں کے مسائل سے بھی آگاہ رہنا چاہیے اور انہیں حل کرنے کی بھرپور سعی کرنی چاہیے اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ کارکنوں سے مسلسل رابطہ رکھا جائے۔ دور حاضر میں یہ کام اس طرح بھی آسانی سے ممکن ہے کہ کارکنوں کی ٹیلیفون ڈائریکٹری بنالی جائے اور بذریعہ ٹیلیفون ان سے وقتاً فوقتاً رابطہ رکھا جائے۔

18۔ جہدِ مسلسل:

تنظیم کے لئے جمود موت ہے اور نصب العین کے حصول کے لئے جدو جہد کرنا ہی زندگی ہے۔ بقول ڈاکٹر اقبال،

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات ، کشمکشِ انقلاب

پانی بھی کھڑا رہے تو گندہ ہو جاتا ہے اس لئے تنظیم کو جمود سے بچانا بے حد ضروری ہے۔ امیر کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ تنظیم کے کارکنوں کو ایسا لائحہ عمل بنا کر دے جس پر عمل کرنا نہ تو ان کے لئے بوجھ ہو اور نہ ہی نہیں اتنی فراغت ملے کہ وہ نصب العین سے غافل ہو جائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، "مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ میں تمہیں فارغ بیٹھے ہوئے دیکھوں کہ نہ تم دنیا کا کوئی کام کرو اور نہ ہی آخرت کے لیے کوئی عمل"۔ (روح المعانی) یعنی کاہل اور نکما رہنا بڑا عیب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "تو جب تم (ایک عبادت سے) فارغ ہو جاؤ تو (دوسری عبادت میں) محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو"۔ (الم نشرح: ۷، ۸)

مفسرین فرماتے ہیں کہ مومن کو فرض عبادت اور دیگر ضروری مصروفیات سے جب بھی فرصت ملے اسے دعوت حق کے کاموں میں مشغول ہو جانا چاہیے اور کسی صورت بے کار نہیں رہنا چاہیے۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے، "دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اکثر لوگ نقصان میں ہیں وہ ہیں صحت اور فراغت"۔ (بخاری) یعنی ان نعمتوں کو غفلت کے ساتھ بیکار اور لغو کاموں میں برباد کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی ، خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

امام غزالی "کیمیائے سعادت" میں تحریر فرماتے ہیں، "حدیث شریف میں ہے کہ بیکار اور فارغ نوجوان کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

جب جوان فارغ ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں گھر بنالیتا ہے اور اس کا دل و دماغ برے خیالات اور وسوسوں سے بھر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بھٹکنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اس لئے ایسے جوان کو چاھیے کہ وہ اپنے جسم کو کسی اچھے کام میں مشغول رکھے تاکہ اس کا دل وسوسوں کی طرف مائل نہ ہو "۔

سورہ الم نشرح کی مذکورہ آیت ، میں " فَانْصَبْ " کا ترجمہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے " محنت کرو " فرمایا ہے ۔ظاہر ہے کہ مشکل کام کرنے میں ہی محنت درکار ہوتی ہے آسان کام تو معمولی کوشش سے ہی ہو جاتے ہیں ۔ پس شمع رسالت کے پروانوں پر لازم ہے کہ وہ دین کی سربلندی کے لیے، خوف خدا عزوجل و عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے باطل وطاغوت کے خلاف مصروف جہاد ہو جائیں اور اس راہ کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے سرگرم عمل رہیں۔

مسلمِ خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق گرم تقاضا تو بھی ہو
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

باب چہارم: راہِ حق کی آزمائشیں

شہادت گہہِ الفت:

ڈاکٹر اقبال کا ایک شعر ہے،

چوں می گویم مسلمانم بلرزم　　　　که دانم مشکلات لا الٰہ را

یعنی جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں کیونکہ مجھے کلمہء حق کہنے کی مشکلات معلوم ہیں۔

راہ حق میں کڑوی باتوں اور ذلت آمیز طعنوں سے بھی آزمائش ہوتی ہے ارشاد ہوا، " بیشک تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بیشک تم اگلے مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے، اگر صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے " ۔(آل عمران:۱۸۶)

آج آپ دیکھ لیجیے کہ راہ حق پر چلنے والوں کو مولوی اور ملا کہا جاتا ہے کبھی بنیاد پرست اور بیک ورڈ قرار دیا جاتا ہے اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض اہلِ باطل دین کی آڑ میں اہل حق کو مشرک اور بدعتی کہہ کر شعائرِ اہلسنت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قرآن عظیم بتاتا ہے کہ یہ آزمائشیں نئی نہیں ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوا، " اور بیشک ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے اور انکے پاس کوئی رسول نہ آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں " ۔(الحجر:۱۰،۱۱، کنزالایمان)

جب انبیاء علیھم السلام کا مذاق اڑایا گیا تو ہم آپ کس شمار میں ہیں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا، " انبیاء علیھم السلام کی پھر جو دین و ایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو۔ آدمی کی آزمائش اسکے دین کے لحاظ سے ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین میں مضبوط ہوتا ہے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اسکی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو شخص دین کے اعتبار سے کمزور ہوتا ہے اسکی آزمائش ہلکی ہوتی ہے یہانتک کہ مومن زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا"۔(مشکوٰۃ)

ایک صحابی بارگاہ نبوی میں عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ارشاد فرمایا، سوچ لے تو کیا کہہ رہا ہے، انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں، یہ بات اس نے تین بار کہی۔آقا علیہ السلام نے فرمایا، "اگر تو سچا ہے تو فقیری کے مقابلے کے لیے اچھی طرح تیار ہو جا کیونکہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقیری سیلاب کے بہنے سے بھی زیادہ تیز دوڑتی ہے"۔(ترمذی)

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہوا، "مسلمان کو تھکاوٹ، غم، بیماری، تکلیف وغیرہ جو بھی پہنچے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے میں اسکے گناہ معاف کر دیتا ہے"۔(بخاری، مسلم) دوسری حدیث میں فرمایا گیا، "اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اعلیٰ مقام عطا فرمانا چاہتا ہے جسے وہ نیکی سے حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے جان و مال اور اولاد کی پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس بندے کو صبر بھی عطا فرماتا ہے یہانتک کہ وہ اس اعلیٰ مقام کو حاصل کر لیتا ہے

(مسند امام احمد)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد مبارک ہے، "قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو اجر و ثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں پریشانیوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے تھے، تمنا کریں گے کہ کاش ہمارے جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیے جاتے"۔(ترمذی)

اے قرارِ بے قراراں، الغیاث!

راہ حق میں جو مصیبتیں اور آزمائشیں آئیں ان پر ایمان والوں کو صبر کرنے کے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

ساتھ رب تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنا چاہیے۔ ارشاد ہوا، "اور خوشخبری سناؤ ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے"۔ (البقرہ: ۱۵۶)

دوسری جگہ فرمایا، "اور تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور انکا غم نہ کھاؤ اور انکے فریبوں سے تنگ دل نہ ہو، بیشک اللہ انکے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں"۔ (النحل: ۱۲۷، ۱۲۸) اور ایک جگہ یہ بھی حکم دیا گیا، "اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (البقرہ: ۱۵۳، کنزالایمان)

راہ حق کی مشکلات پر مسلمانوں کو استقامت اور سکون قلب کے لیے یاد خدا کا سہارا لینا ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا، "اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ انکی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے تو تم اپنے رب کو سراہتے ہوئے اسکی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں ہو جاؤ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو"۔ (الحجر: ۹۷ تا ۹۹) دوسری جگہ فرمایا گیا، "وہ جو ایمان لائے اور انکے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ ہی کی یاد میں دلوں کا چین ہے"۔ (الرعد: ۲۸)

ان آزمائشوں سے مومنوں کے ایمان کو ایسی مضبوطی ملتی ہے کہ جب اہل باطل اپنی پوری طاقت سے انہیں ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں تو ان اہل حق کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہوا، "وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا (یعنی لشکر تیار کیا) تو ان سے ڈرو! تو انکا ایمان اور زائد ہوا اور بولے، اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے"۔ (آل عمران: ۱۷۳)

اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے کہ "ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو"۔ (آل عمران: ۱۷۵) آقا علیہ السلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہی نصیحت

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

فرماتے تھے کہ "ہمیشہ حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو"۔ (مشکوٰۃ)

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے:

دین کا مذاق اڑانے والوں اور بدمذہبوں کی دوستی سے بچنا بھی راہ حق کی آزمائش ہے ارشاد ہوا، "اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی مذاق بنالیا وہ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافر، ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو"۔ (المائدہ: ۵۷)

دوسری جگہ فرمایا گیا، "اور چھوڑ دے انکو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگانی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کیے پر نہ پکڑی جائے"۔ (الانعام: ۷۰، کنزالایمان)

یعنی ایسے لوگوں کو نصیحت ضرور کرنی چاہیے مگر ان سے دوستی رکھنا یا انکا دینی کاموں کا مذاق اڑانے کو برداشت کرنا یا انکی ایسی مجلسوں میں جانا جہاں ہمارے دینی عقائد و اعمال کے بارے میں بکواس کی جاتی ہو، ہرگز جائز نہیں ہے۔ حکمِ الٰہی ہے، "تو قائم رہو (راہ حق پر) جیسا کہ تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو! سرکشی نہ کرو، بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے"۔ (ھود: ۱۱۲، ۱۱۳)

قرآن حکیم نے مومنوں کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے دوستی نہیں رکھتے۔ ارشاد ہوا، "تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں"۔ (المجادلہ: ۲۲، کنزالایمان)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا:

راہ حق میں ایک آزمائش یہ بھی آتی ہے کہ آپکی پر خلوص کاوشوں کے باوجود بہت کم لوگ آپکی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ ہمارے ذمہ دوسروں تک دینی دعوت پہنچا دینا ہے انہیں ہدایت دینا نہیں۔ اللہ عزوجل جسے چاھے اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائے۔ ارشاد ہوا، "تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی اور جو بہکے تو فرما دو، میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں"۔ (النمل: ۹۲)

دوسری جگہ فرمایا گیا، "ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ (منکرین حق) کہہ رہے ہیں، اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرو جو میری دھمکی (یعنی عذاب) سے ڈرے"۔ (ق: ۴۵) یعنی داعیان حق کا کام نصیحت کرنا ہے زبردستی کسی کو راہ حق پر لانا نہیں۔

ایک اچھا داعی نہ صرف دوسروں کی اصلاح کے لیے بھرپور کوشش کرتا ہے بلکہ اس کوشش کو بھی وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سمجھتے ہوئے اسی کی رحمت پر بھروسہ کرتا ہے قرآن کریم میں فرمایا گیا، "میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں"۔ (ھود: ۸۸)

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن گویا زبان حال سے یہ کہتا ہے، اے لوگو میں تمہیں اپنے رب کی توفیق سے ہدایت کی طرف بلاتا ہوں اگر تم قبول کر لو تو بھی میں غرور و تکبر نہ کروں گا اور اگر تم اس دعوت کو جھٹلا دو اور میری مخالفت کرو تو بھی میں رضائے الٰہی کی خاطر غیر شرعی طرز عمل اختیار نہ کروں گا اور اپنے رب کریم ہی سے اسکے فضل و کرم کا سوال کروں گا۔

دعوت حق کی کامیابی کی صورت میں شیطان فخر و غرور میں مبتلا کرنے کی سعی

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

کرتاہے اوراگر دعوت کارگر نہ ہواور کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے تو وہ داعی کو دعوت و تبلیغ کے اہم فریضے سے ہی بدظن کرنے کی بھرپور کوششیں کرتا ہے اسی لیے مومن کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہر لمحہ شیاطین کے مکر و فریب سے اللہ عزوجل کی طاقتور پناہ مانگتا رہے۔

ارشاد ہوا، " بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں پس اس وقت انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں "۔ (الاعراف: ۲۰۱، کنزالایمان)

تمام آزمائشوں پر صبر و استقامت کا پیکر بننے کے لیے حدیث پاک میں ایک بہترین طریقہ بیان فرمایا گیا ہے جس کو اپنا لینے سے صبر کرنا دشوار نہ ہوگا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "جس پر کوئی مصیبت آئے اور اسے صبر کرنا مشکل معلوم ہو تو اسے چاہیے کہ میرے مصائب و تکالیف کو یاد کر لے (اس سے صبر کرنا آسان ہو جائے گا)۔ (تنبیہ الغافلین)

تمام آزمائشوں کے باوجود راہ حق پر قائم رہنے والوں پر رحمت الہیٰ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہیں فلاح دارین کا مژدہ سناتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا، " بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو اس جنت پر جسکا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس (جنت) میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو "۔ (حٰم سجدہ ۳۰، ۳۱، کنزالایمان)

ازخواب گراں خیز

ارشاد باری تعالیٰ ہے، " اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا"۔ (محمد: ۷)

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

دوسری جگہ فرمایا گیا، "بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اسکی جو اسکے دین کی مدد کرے گا، بیشک اللہ قدرت والا غالب ہے"۔(الحج: ۴۰)
ایک اور جگہ ارشاد ہوا، "اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر ایسا کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے"۔(آل عمران: ۱۶۰، کنزالایمان)
ان آیات سے ثابت ہوا کہ جو ایمان والے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے اللہ عزوجل ضرور انکی مدد فرمائے گا۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کو اپنے دین کا مددگار بننے کا حکم دیا ہے (الصف: ۱۴) جبکہ مسلمان شیطان کے دھوکے میں آکر دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر غفلت کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔
اے ایمان والو! دنیا کی چند روزہ زندگی تمہیں دھوکا نہ دے۔ رب کریم کا ارشاد گرامی ہے، "اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے، کیا اچھا تھا اگر جانتے"۔(العنکبوت: ۶۴، کنزالایمان)
اے راہِ آخرت کے مسافرو! دنیا کی محبت میں مبتلا اور اسے جمع کرنے کی فکر میں سرگرداں و پریشان ہر شخص سے کہہ دو کہ آقائے دو جہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، "جو تمام غموں کو ایک آخرت ہی کا غم بنالے اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے تمام غموں میں کافی ہوگا اور جسے دنیا کے غم ہر طرف لیے پھریں (اور اسے آخرت کی فکر نہ ہو) اللہ تعالیٰ عزوجل اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کرے گا کہ وہ کون سے جنگل میں ہلاک ہوا"۔(ابن ماجہ)
اے شمع رسالت کے پروانو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اصلاحِ فکر و

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

عمل کے داعی بن جاؤ۔ گھر گھر کوچہ کوچہ شہر شہر غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دو کہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع اپنے سینوں میں فروزاں کر لو اور اسکی نورانی روشنی میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو وطیرہء جاں بنالو اور ان سے تزکیہء نفس و تصفیہء قلب کی بھیک مانگو کہ رب تعالیٰ کی ساری نعمتیں اسی درِ اقدس سے تقسیم ہوتی ہیں۔ (بخاری)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صلی اللہ علی النبی الامی و اٰلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن حکیم ہمیں خبردار کرتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر مسلمان اللہ عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت سے غفلت کرتے رہیں تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انکے دل سخت ہوتے جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ انکے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا (یعنی قرآن)، اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو انکے دل سخت ہوگئے، اور ان میں بہت (سے) فاسق ہیں"۔ (الحدید: ۱۶، کنزالایمان)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہء اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا، تم ہنستے ہو؟ ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔ انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا، "اتنا ہی رونا"۔ (خزائن العرفان)

سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

اگر آپ دنیا و آخرت کی کامیابی کے طلبگار ہیں تو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے سپاہی بن جائیے، اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت آپکو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ فرمانِ الٰہیٰ ہے، "اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے"۔ (العنکبوت: ۶۹، کنزالایمان)

یہ حکمِ الٰہیٰ بھی ذہن نشین رکھیے، "نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ، تمھیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو"۔(آلِ عمران: ۱۳۹، کنزالایمان)

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عاشقِ مدینہ لائبریری ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

پیشکش

عاشقِ مدینہ لائبریری

ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد